فصل پنجم

مسلم خواتین کی بین الاقوامی کانفرنسیں

۱- انٹرنیشنل مسلم ویمن کانفرنس پشاور

مسلمان عورتوں کی سب سے بڑی عالمی تنظیم، انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین (IMWU) کے زیر اہتمام خاندان کے استحکام کے لیے مسلم خواتین کانفرنس ۲ تا ۵ اکتوبر ۲۰۰۳ء نشتر ہال پشاور میں ایک عظیم الشان بین الاقوامی خواتین کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کا بنیادی ایشو 'خاندانی اقدار کو مستحکم کرنا' (Strenthening family values) تھا۔ تلاوت کلام پاک سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ[۱] نے خیر مقدمی کلمات کہے۔ انہوں نے ہمیں IMWU کے تنظیمی ڈھانچے سے متعارف کرایا۔ IMWU کی بنیاد 1996ء میں سوڈان کے دارالحکومت خرطوم میں رکھی گئی۔ اس کا بنیادی مقصد اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انصاف فراہم کرنا (To provide Justice in the Light of Islamic Teachings) ہے۔ یہ ایک انٹرنیشنل این جی او ہے، جس کی بورڈ آف ٹرسٹیز کی سربراہ اب محترمہ فاطمہ کروبی ہیں جو اُس وقت ایران کے اسپیکر آف پارلیمنٹ کی اہلیہ تھیں۔ اسسٹنٹ پریزیڈنٹ ڈاکٹر توتی علاویہ ہیں جن کا تعلق انڈونیشیا سے ہے۔ گیارہ ممالک میں IMWU کی ریجنل برانچیں ہیں۔

ڈاکٹر کوثر فردوس نے ایک سروے رپورٹ بھی سنائی جس کے مطابق یہ معلوم کرنے کے لیے کہ کس ملک کی آبادی سب سے زیادہ خوش وخرم ہے، 45 ممالک کا سروے کیا گیا۔ سرفہرست نائیجریا ہے جو کہ افریقہ کا ایک غریب ملک ہے۔

ڈاکٹر توتی علاویہ نے خطاب میں اس بات کی اہمیت پر زور دیا کہ مسلمان زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کریں، کیونکہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں اہم کردار ادا کرنا ہے۔ خاندان اسلامی معاشرے کا بنیادی یونٹ ہے اور اگر یہ یونٹ صحت مند ہو تب ہی صحت مند معاشرے کا قیام ممکن ہے۔ آج کل کی صورتحال خاندانی اقدار کو بری طرح پامال کر رہی ہے۔ شوہر اور بیوی مل کر اسلامی معاشرے کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خاندانی اقدار کو مضبوط کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآنی تعلیمات اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے استفادہ کریں۔

سوڈان کی مادام کلثوم ابو القاسم نے اپنے خطاب میں نکاح کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو نکاح کی ترغیب دیتا ہے۔ لڑکے یا لڑکیوں کو کنوارا بٹھائے رکھنا اسلامی طریقہ نہیں، نہ ہی اولڈ ہاؤسز کا قیام اسلامی طریقہ ہے۔ اسلام بوڑھے ماں باپ کو خاندان سے باہر نہیں کرتا بلکہ ماں باپ سے حسن سلوک کی تاکید کرتا ہے۔ وہ ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ ہم اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کا رویہ اختیار کریں۔

ملائیشیا کی مادام ازلین کی تقریر کا عنوان تھا 'Together towards Jannah' جسے انہوں نے بہت ہی پیارے

۱- انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کی بورڈ آف ٹرسٹیز کی صدر

انداز میں بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس امت میں ایک بھاری ذمہ داری اٹھائے ہوئے ہیں ہمیں اچھی ماں کا کردار ادا کرنا ہے۔ امت کو اچھی نسل دینی ہے۔ اللہ اپنے خالص ایمان رکھنے والے بندوں سے فرماتا ہے:

﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ ۲

یعنی اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو آگ سے بچاؤ۔ انہوں نے کہا کہ میں آج آپ کو ایک کلمہ ''سکینہ'' (SAKINA) بتاتی ہوں جس کو ہم سب اپنا لیں تو تباہی سے بچنا ممکن ہوگا۔ اس کی تشریح انہوں نے یوں کی:

s۔ صلوۃ، پابندی کے ساتھ

a۔ اخلاق، اسلامی اخلاق ہر ایک ساتھ

k۔ kindness رحم ہر ایک کے لیے اور ہر وقت

i۔ ایمان، ایسا جو ہمیں اندر سے تبدیل کر دیں۔

n۔ no to sin یعنی معصیت اور گناہ سے انکار

a۔ assertiveness یعنی مثبت سوچ

مادام ازلین کے بعد سمیحہ راحیل قاضی (راقمہ) نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ممتا بچے کی پہلی تربیت گاہ ہے۔ اللہ نے ماں کی صورت میں اس دنیا میں رحم اتارا ہے۔ مغربی معاشرے میں خاندان کے ڈھے جانے کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ مائیں بحیثیت ماں، گھروں سے، اپنی ذمہ داری سے، اور ماں کا کردار ادا کرنے سے بھاگ رہی ہیں۔ مسلم ماؤں کو فخر کے ساتھ اپنے بچوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کرنا چاہیے، اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ ان کے بچے اسلامی اخلاق و آداب سیکھ رہے ہیں۔ حکومت اور پالیسی ساز ادارے اس ضمن میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ آج کے بچے کل کا مستقبل ہیں، ان کے لیے اسلام کی تعلیمات کا فہم اور ان پر عمل ضروری ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر احسان الغبشاوی نے خطاب کیا جو IMWU کی جنرل سیکریٹری تھیں۔ انہوں نے سب سے پہلے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اس ملاقات کو ممکن بنایا۔ انہوں نے کہا کہ صرف اسلام ہی وہ طاقت ہے جس نے آج ہمیں یہاں مجتمع کیا ہے، IMWU نے مسلم خواتین کو بین الاقوامی طور پر منظم ہونے کے لیے ایک پلیٹ فارم فراہم کیا ہے۔ ہم اسلامی تعلیمات کے علم بردار ہیں اور ہمیں اسلامی فہم کو عام کرنا ہے۔ ہم سب کو مل کر حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ مسلم عورت کو غربت اور جہالت سے نجات دلائی جائے۔

محترمہ فاطمہ کروبی ایران سے تشریف لائی تھیں، انہوں نے مسلمانوں کی معاشرتی ترقی کے حوالے سے خاندان کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ مستحکم خاندانی نظام کے بغیر مہذب دنیا کے قیام کا تصور بھی محال ہے۔

صفور النعیم صاحبہ نے اپنی تحقیق پیش کی جس میں انہوں نے بتایا کہ ماں اور باپ کے جھگڑوں کی وجہ سے بچوں کے جرائم میں غیر معمولی اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں اپنی کچھ کیس اسٹڈیز بھی پیش کیں اور بتایا کہ ماں باپ کے درمیان ہم آہنگی اور گھر کا سکون بچوں کی ذہنی نشوونما کے لیے ازحد ضروری ہے۔

۲۔ التحریم ٦٦:٦

اُس وقت کے صوبائی وزارت بہبود خواتین کے وزیر حافظ حشمت خان نے اپنے خطاب میں اپنی حکومت کے اقدامات کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ ہنر مند خواتین کو خود روزگار اسکیم کے تحت فائدہ پہنچایا جا رہا ہے۔مرکز برائے تحفظ حقوق نسواں قائم کیا گیا ہے جسے یونیسیف کا تعاون حاصل ہے۔انہوں نے کہا کہ اسلام دین فطرت ہے اور دین فطرت ہی خواتین کے حقوق کا ضامن ہے۔

اس وقت کے سرحد کے وزیر اعلیٰ محترم اکرم خان درانی صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ IMWU کی یہ کانفرنس ان لوگوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ سرحد حکومت عورتوں کے حقوق ادا نہیں کر رہی، یا ان کی ملازمتوں اور تعلیم پر پابندی لگا دے گی۔پشاور میں اس تاریخی کانفرنس کا منعقد ہونا، سرحد حکومت کے لیے اعزاز تھا۔اس خطے نے کئی تاریخی تحریکوں نے جنم دیا ہے۔ہم خواتین کو کیسے نظر انداز کر سکتے ہیں جبکہ ان کو نظر انداز کرنے کا مطلب ہے کہ ملک کی آدھی سے زیادہ آبادی سے غفلت برتی جائے۔ہم عورت کی عزت وتکریم کے خواہاں ہیں، اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اس کو ایک نمائشی کھلونا نہ بنایا جائے۔سرحد حکومت ''سوَرَہ'' جیسی گھناوئی رسم کے خاتمے کے لیے بھی کوشاں ہے، ہم اس جیسی رسوم کے خلاف قانونی سازی ہوگی۔سرحد حکومت عورتوں کے لیے علیحدہ تعلیم کی سہولت کا بندوبست کر رہی ہے۔بہت کم لوگوں کو علم ہوگا کہ صوبہ سرحد میں عورتوں کے لیے علیحدہ نظامت برائے کھیل بنائی گئی ہے۔پشاور میں ایک کرائسس سینٹر بنایا گیا ہے۔صوبہ سرحد میں مائیکروفنانس اسکیم کا ۲۵ فیصد خواتین کے لیے مختص ہے۔وزارت بہبود خواتین عورتوں کے لیے ملازمت کا بندوبست کر رہی ہے۔اکرم درانی نے کہا کہ ہم عورت کو ماں کا وہ محترم مقام دینا چاہتے ہیں جو اسلام نے اسے دیا ہے۔میں آپ سب خواتین سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اسلام کی اچھی تصویر دنیا کے سامنے پیش کر دیں اور اپنی زبان اور قلم کو اسلام کی اشاعت کے لیے استعمال کریں۔آخر میں سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس نے مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا۔کانفرنس اس دعا پر اختتام پذیر ہوئی کہ اللہ تعالی اسلام اور مسلمانوں کو عزت وسر بلندی عطا کرے۔

اِس کانفرنس کی پوری روداد عربی انگلش اور اردو میں IMWU پاکستان کے زیر اہتمام چھپ چکی ہے جسے پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ لائبریری میں دیکھا جاسکتا ہے

۲- انٹرنیشنل کانفرنس استنبول

ایسام (ESAM) اقتصادی اور سماجی تحقیقاتی مرکز نے 30-28 مئی 2006ء کو استنبول کے Grand Cevahir ہوٹل میں ایک انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد کیا۔کانفرنس کا موضوع تھا ''آج کی اسلامی دنیا'' اس کی صلاحیت ''مشکلات اور مشکلات کے حل کے لیے تجاویز'' سابق وزرائے اعظم، وزیروں، سائنسدانوں، سیاستدانوں اور کاروباری لوگوں نے یورپ ایشیا، مڈل ایسٹ اور افریقہ سے اس میں شرکت کی۔کانفرنس میں سیاسی اور اقتصادی مسائل خصوصاً اسلامی دنیا پر گفت وشنید اور بحث مباحثہ ہوا۔ 28 مئی 2006ء کو سیاست، اقتصادیات، ٹیکنالوجی اور ثقافت کے حوالے سے کمیشن تشکیل دیے گئے اس کے علاوہ خواتین اور خاندان کے حوالے سے ایک کمیشن تشکیل دیا گیا تقریباً 250 نمائندوں نے ان مختلف کمیشنوں کے اجلاسوں میں اپنی خواہش کے مطابق شرکت کی، مشترکہ ووٹ کے ذریعے یہ فیصلہ کیا گیا ان تمام مسائل اور اُمور اُن کے حل

کومسلمانوں کے ساتھ بھی زیر بحث لایا جائے اور ہر اُس شخص کے ساتھ زیر بحث کیا جائے کہ جو زمین پر استحصال اور ظلم اور زیادتی کے خلاف ہے۔ اس پر بھی زور دیا گیا کہ نسل پرست استعماری طاقتوں کے خلاف تعاون اور یک جہتی کے اظہار کا وقت آ گیا ہے کیونکہ نسل پرستی اور استعمار نے عالمی امن اور استحصال زدہ معصوم لوگوں کے لیے ایک خطرے کی صورت اختیار کر لی۔[۳]

وہ شہر کہ جو ہمیشہ سے سلاطین کا مرکز نگاہ بنا۔ وہ شہر کہ جس میں گزرتا ہر لمحہ ہمارے شاندار ماضی کی داستان سناتا اور روشن مستقبل کے آرزؤوں کے چراغ جلاتا ہے۔ وہ شہر کہ جو تاریخ کے دھارے پر بہا کر صدیوں کے فسانوں سے آشنا کراتا ہے۔ وہ شہر جو قدیم زمانوں کے فسوں کے ساتھ ساتھ جدید دنیا کی ترقی کو بھی سمیٹے ہوئے ہے۔ وہ شہر کہ جس کو قدرت نے اپنی صناعی کا شاہکار بنا کر اس کے باسیوں کو اس میں مزید رنگ بھرنے کی توفیق بھی عنایت کر دی ہے۔

نہ ختم ہونے والی دریافتوں کے اس شہر استنبول میں آج سے پندرہ سال پہلے اپنے آغا جان کے ساتھ ایک کانفرنس میں آئی تھی اور آج پندرہ سال بعد اس شہر کے خوبصورت مناظر میں اہلیان شہر نے اپنے ملک وملت اور اسلام سے وابستگی میں اپنے فخر کے اظہار سے مزید اضافہ کر دیا ہے۔ ترکی کے مشہور تھنک ٹینک ESAM نے جو اپنی سماجی اور اقتصادی پالیسیوں کے لیے عوام اور خواص میں شہرت رکھتا ہے۔ استنبول کے مضافات میں دنیا کی اسلامی تحریکوں کو جمع کر کے آج کے چیلنجز اور ان کے حل کے لیے ایک کانفرنس کا اہتمام کیا تھا۔ جس کا عنوان تھا

''ایک نیا عالمی نظام۔ کیوں اور کیسے؟؟؟''۔

ESAM ایک ایسا ادارہ ہے جو کہ ترکی کے سائنسدانوں، سیاست دانوں، بیوروکریٹس اور چند مشہور تاجروں نے 1969 میں مل کر بنایا۔ اس کے بنیادی مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔ سماجی اور معاشی ریسرچ، معاشرے کی بہتری کے لیے سائنسی نتائج پیش کرنا۔ معاشی مسائل کا حل ڈھونڈنا، اپنے ملک کی اخلاقی اور مادی ترقی میں مدد کرنا وغیرہ۔

ESAM ترکی کے اولین دانش کدوں میں سے ایک ہے اس ادارے نے ترکی کی معاشی اور سماجی ترقی میں کافی مدد کی ہے۔ 40 سال کے عرصے میں ESAM کے ادارے سے تعلق رکھنے والے 2 افراد ترکی کے صدر، 4 افراد وزیر اعظم، بے شمار وزیر اور کلیدی کردار ادا کرنے والے کئی سیاستدان رہ چکے ہیں۔

ESAM کے بے شمار تعلیم سے متعلق پراجیکٹس ہیں جن میں سائنسی تعلیم، فنی اور ثقافتی تعلیم، معیشت سے متعلق تعلیم، سیاست سے متعلق تعلیم، بین الاقوامی معیشت اور سیاسی روابط سے متعلق تعلیم وغیرہ شامل ہیں۔ ان پراجیکٹس میں کانفرنسز، مباحثے، مختلف مقابلے اور کئی منصوبے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ESAM اپنے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے موزوں ترین افراد کو وظائف بھی فراہم کرتا ہے۔

D-8 منصوبہ:۔ ESAM کا ایک بڑا خواب ''D 8 ممالک کا گروپ'' بنانا ہے۔ جس نے اُستاد نجم الدین اربکان کے

۳۔ ترکی کے دانشوروں کے ایک ادارے، مركز البحوث الاقتصادية والإجتماعية، EESAM کے زیر اہتمام ۲۸ تا ۳۰ مئی ۲۰۰۶ء، استنبول کے تاریخی شہر میں ''آج کی اسلامی دنیا، اس کی صلاحیت، مسائل اور اس کے حل'' کے لیے ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں خواتین اور خاندان کے لیے ایک کمیشن تشکیل دیا گیا مجھے اس کمیشن کی سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔

دورِ حکومت میں پاکستان ، بنگلہ دیش ، انڈونیشیا، ملائیشیا، مصر، ایران ، نائجیریا اور ترکی کے اسلامی ممالک کو اکھٹا کر کے اُمت مسلمہ کو معاشی طور پر ایک مضبوط طاقت بنانے کا عزم کر رکھا ہے۔

ESAM کا وژن ہے کہ اگر یہ ممالک بھی اکٹھے ہوجائیں تو اُمت مسلمہ کا معاشی طور پر خود کفیل ہونا بہت جلد ممکن ہے۔

کانفرنس کے پہلے دن اسلامی تحریکوں کے سربراہوں اور ممتاز دانشوروں کی ایک مجلس عاملہ منعقد ہوئی جس میں اُمت کے موجودہ مسائل اور ان کے حل کے لیے بات چیت ہوئی۔ پاکستان سے میرے آغا جان نے اس میں نمائندگی کی۔ اگلے دن استنبول کے ایک بڑے مقامی کانفرنس ہال میں دنیا بھر سے آئے ہوئے دانشوروں کو درج ذیل پانچ گروپس میں تقسیم کر کے فکری راہنمائی کرنے کے لیے تیار کیا گیا۔

۱۔ نیا عالمی نظام اور سیاست ۲۔ نیا عالمی نظام اور معیشت ۳۔ نئے عالمی نظام میں ذرائع ابلاغ کا کردار

۴۔ نیا عالمی نظام ، انسانی حقوق ، رضا کار تنظیمیں اور خدمت کے ادارے ۵۔ نیا عالمی نظام ، ثقافت اور تعلیم ، عورت اور خاندان

دو دن کی کانفرنس میں دنیا بھر سے آئے ہوئے 55 ممتاز اہل فکر و دانش نے اپنے اپنے مقالے پڑھے۔ جس کی روشنی میں ESAM اپنی تحقیقات کے ادارے کے تحت ہر سال اپنی پالیسیاں بناتا اور اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت اور ممکن حد تک نافذ کرنے کے پروگرام بناتا ہے۔

میں اس دفعہ ESAM کی تیسری کانفرنس میں شریک ہوئی۔ 2006ء کی کانفرنس میں ان پانچوں گروپس کے مستقبل کمیشن بنے تھے جس کے عورت اور خاندان سے متعلق کمیشن کی جنرل سیکرٹری کے حیثیت سے مجھے منتخب ہونے کا اعزاز بخشا گیا۔

اس دفعہ میں جماعتِ اسلامی کے ویمن اینڈ فیملی کمیشن کے صدر کی حیثیت سے شریک ہوئی اور ESAM کے ویمن اینڈ فیملی کمیشن کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے ایک مقالہ رپورٹ کی صورت میں پیش کیا ، جس کی کانفرنس میں بہت پذیرائی ہوئی۔

عورت اور خاندان کا موضوع اب تک اسلامی تحریکوں میں اپنی اہمیت کے اعتبار سے مقام نہیں بنا سکا تھا جس کی وجہ سے اسلامی تحریکیں ذرائع ابلاغ کی طرح اپنے نظریاتی مخالفین سے کہیں پیچھے نظر آتی ہیں مگر منظر بدل رہا ہے۔ اس دفعہ میں نے ترکی اور لبنان دونوں کانفرنسز میں اسلامی تحریکوں کو اس حوالے سے اپنی حکمت عملی کو نئی شکل میں ترتیب دینے میں مگن پایا۔ اس میں عورت کا بھی اہم کردار ہے۔ دونوں جگہ پر میں نے یہ محسوس کیا کہ برصغیر کی روایات کے مطابق عورت کو ہمہ وقت اپنے مردوں کے مزاج اور ان کی سہولت کے مطابق اپنے کاموں اور مصروفیتوں کو مرتب کرنا پڑتا ہے جبکہ باقی اسلامی دنیا میں عورتوں کے لیے اُن کے کاموں اور زندگی کی مصروفیتوں میں اُن کے لیے حد بندی تو مرد ہی کرتے ہیں مگر اُنھیں اپنے مزاج اور اپنی سہولتوں اور اپنے انتخاب اور ترتیب کے زیادہ حقوق حاصل ہیں عورت کے بدلتے ہوئے کردار پر ہر طرف بحث و تمحیص جاری ہے۔ استنبول میں گزارے ہوئے اِن دنوں میں ترک عورت میں بھی ایک واضح تبدیلی محسوس کی۔ 1995 میں

سکارف اور حجاب کا بڑھتا ہوا رجحان دیکھا تھا مگر آج 2010ء میں تو منظر ہی بدلا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اگرچہ سیکولرازم ترکی کے لیے اتاترک کا پسندیدہ نظام تھا جسے اُس نے عثمانی خلافت کے ختم کر کے نافذ کیا تھا مگر آج کی نئی نسل اسلام سے محبت کے اُس عظیم ورثے کو جو عثمانی خلافت نے چھوڑا تھا بہت فخر کے ساتھ اپنا رہی ہے۔ حجاب نہ صرف روایتی ترک فیشن کے ساتھ مقبول ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ کالا عبایا بھی نوجوان لڑکیوں میں بہت مقبول ہو رہا ہے جو میرے لیے بھی خوشگوار حیرت کا سبب بنا ہے۔

اُستاد نجم الدین اربکان کی سعادت پارٹی کے استنبول کے مرکز میں وہاں کی خواتین سے ملاقات کی تو اُن کی خواتین کی سربراہ نے اپنی پارٹی کے بارے میں بتایا کہ ترکی نے ماضی میں بھی قائدانہ کردار ادا کیا ہے اور ہم آج بھی اپنے عظیم قائد اُستاد اربکان کی قیادت میں فعال کردار ادا کرنے کے لیے تیاری کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اُستاد اربکان نے 1960ء کی دہائی سے ترکی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے کردار ادا کیا ہے۔ ہمارے جھنڈے پر آپ کو 5 ستارے نظر آئیں گے۔ یہ اُن 5 پارٹی کے ناموں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو ہم پر یکے بعد دیگر پابندیاں لگائی گئیں اور ہماری پارٹی کو ممنوع کیا گیا اور ہم دوسرے ناموں سے عوام کے اندر پذیرائی حاصل کرتے گئے۔ سب سے پہلے اُستاد نے ملی نظام پارٹی بنائی۔ اس پر پابندی کے بعد ملی سلامت پھر رفاہ پارٹی جس کی حکومت میں موجودہ حکومت کا گروپ بھی شامل تھا اور AK پارٹی اسی رفاہ پارٹی سے علیحدہ گروپ بنا مگر وہاں پر احترام اور شائستگی کی سیاست کی بدولت آج بھی اُستاد کا بے پناہ احترام موجود ہے۔ رفاہ پر پابندی کے بعد فضیلت اور اُس پر پابندی کے بعد سعادت پارٹی بنائی گئی جو عددی اعتبار سے تو چھوٹی پارٹی ہے مگر اپنے اثرات کے لحاظ ترکی کی سیاست میں نہایت اہم مقام رکھتی ہے۔ سعادت پارٹی کی کارکنان نے کہا کہ مغربی تہذیب اور سرمایہ دارانہ اور صیہونی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ترکی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ ہمیں اندرونی اور بیرونی طور پر بہت مسائل اور چیلنجز درپیش ہیں یورپ کے ساتھ وابستگی کے ساتھ معاشی ترقی تو ہو رہی ہے مگر مغربی تہذیب بھی اپنے سارے کڑوے کسیلے پھلوں اور کانٹوں سمیت ہمارے معاشرے پر یلغار کئے ہوئے ہے۔ یہاں تجارت میں سود عام ہے اور مرد و عورت کے تعلقات میں کوئی ضابطہ اور حد بندی نہیں ہے۔ مغربی تہذیب کی اِن غلط کاریوں کو روکنے کے لیے ہمارے پاس کوئی قانون نہیں ہے۔ ہمیں پاکستان پر بہت رشک آتا ہے کہ آپ کا آئین اور دستور پاکستان اسلامی قوانین کو بہت تحفظ دیتا ہے۔ (میں دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ اللہ نے تو ہم پر بہت احسان کیا ہے مگر ہم اپنے انہی دفعات کو جو اسلام دشمن طاقتوں کی آنکھوں کا کانٹا ہیں ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں) اور اس میں پیش پیش غیر ملکی امداد پر چلنے والی سوداگر این جی اوز جو اب سول سوسائٹی کے مہذب نام پر استعمار کی چاکری میں مشغول ہیں اور جو کبھی سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف علم بلند کئے ہوئے تھیں مگر آج اپنا قبلہ یکسر تبدیل کر کے اُسی نظام کے پرچم تلے اس کے مفادات کے تحفظ کے لیے اپنے نظریات تبدیل کئے ہوئے ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ ہم حجاب کے خلاف بین الاقوامی مہم کا بھرپور مقابلہ کریں گے اور ہم تمام دنیا کے انصاف پسند لوگوں سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کے اس بنیادی حق کو تسلیم کیا جائے اور حجاب کو دہشت گردی دقیانوسیت اور رجعت پسندی کے ساتھ ملانے سے گریز کیا جائے۔ حجاب کے حق کے حصول کے لیے ترک خواتین کے عزم کو دیکھ کر مجھے

اُن کی خودی اور غیرت پر رشک آیا۔ اُنہوں نے کہا کہ عورتوں کا سب سے بڑا اور اہم کام یہ ہے کہ ہم اپنی نئی نسل میں ماضی کے عظیم الشان ورثہ کی حفاظت اور روشن مستقبل کے لیے اُمنگوں اور آرزوؤں کی شمع کو جلائیں اور ایک بار پھر اپنی خودی کی تپش اور روشنی سے نئی دنیا کو نئے سرے سے آباد کرنے کے لیے راہیں تلاش کریں کیونکہ

خودی کے ساز میں ہے عمر جاوداں کا سراغ
خودی کے سوز سے روشن ہیں اُمتوں کے چراغ

استنبول کے خوبصورت شہر میں ترکی کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا مرکز بنانے کے لیے اپنی زندگی کو وقف کردینے والے عظیم راہنما اُستاد نجم الدین اربکان ESAM کی کانفرنس میں ہمیں اُمت کی تاریخ بتا کر مستقبل کی نقشہ گری کے لیے ہدایات دے رہے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ فرعون نے بھی خدائی کا دعوہ کیا تھا اور حضرت موسیٰ اپنی سرو سامانی کے باوجود ہمت، منصوبہ بندی اور اللہ پر بھروسے کی وجہ سے اُس پر فتح یاب ہوئے۔ حضور نبی کریمؐ نے دنیا کو فطرت سے قریب نظام سے آشنا کرایا اور ابتداء میں اُن کے ساتھ معاشرے کے پسے ہوئے اور محروم اور مجبور طبقات ساتھ دینے پر آمادہ ہوئے اور 23 سال کے قلیل عرصے میں اُنہوں نے ایک جاہلی معاشرہ کو دنیا کی امامت کے لیے تیار کیا اور ایک ایسا نظام دیا جو آج چودہ سو سال کے بعد بھی دنیا کے سوا ارب انسانوں کا محبوب نظام ہے۔ انہوں نے انسانوں کی زندگی میں واقعی انقلاب برپا کیا اور اپنے امتیوں کے لیے وراثت میں یہی نظام چھوڑا جو قیامت تک کے انسانوں کے لیے آخری آسمانی ہدایت پر مبنی ہے۔

آج صیہونی طاقتیں بہت کم تعداد میں ہونے کے باوجود دنیا پر حکمران ہیں اور فرعون بنی بیٹھی ہیں ہمیں آج دنیا کو اسلام کا صحیح چہرہ جو سلامتی، امن، محبت اور رواداری اور علم و تحقیق سے عبارت ہے اور جو برابری، مساوات، خودی اور حمیت کے جذبوں سے بھی معمور ہے، پھر سے آشکارا کرانا ہے۔ اُنہوں صیہونی نظام ''کبالہ'' کا تفصیلی تعارف بھی کرایا کہ اُن کے تین مقاصد ہیں۔

۱۔ دنیا بھر سے صیہونیت پسند یہودیوں کو جمع کرنا ۲۔ ہیکل سلیمانی کی تعمیر ۳۔ صیہونی ریاست کا قیام

عالمی طاقتوں پر بھی صیہونی دماغ کا ہی سارا اختیار حاصل ہے۔ ساری دنیا میں غربت بڑھ رہی ہے۔ انسانوں پر انسانوں کا اور ظالم اور فساد پسند قوتوں کا راج ہے۔ دنیا کو ایک نئے نظام کی ضرورت ہے۔ بنیادی ضرورت کی چیزیں، صاف پانی تک میسر نہیں ہے۔ اُس اسلامی نظام کی ضرورت ہے جسے حضورؐ لے کر آئے۔ آج اسلام کے لیے جینے کی ضرورت ہے یہ مردہ روحوں اور دم توڑتی اور سسکتی انسانیت کے لیے آبِ حیات کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ نظام ہمارے پاس انسانیت کی امانت ہے ہمیں اسے لوٹانا چاہیے۔ اُنہوں نے مسلم اُمہ پر صیہونی دماغ کے قبضے کا حال بھی سنایا کہ ہماری معیشت کو اپنے قبضے میں لے کر اور بنکوں کے جال میں پھنسایا گیا ہے۔ ہمارے سب وسائل پر قابض ہو کر ہمیں یا کاغذ کے نوٹ پکڑا دیتے ہیں یا ایک کارڈ کی چپ دے کر تسلی دے دیتے ہیں اور ہم بھی بہت مطمئن ہوتے ہیں ایک کاغذ کا ٹکڑا یا ایک رسید سنبھال کر کہ ہمارا اتنا بنک بیلنس موجود ہے۔ اُنہوں نے ڈالر کے نوٹ کی کہانی بھی سنائی کہ کس طرح سے صیہونیت نے مسلم اُمہ کے وسائل کو لوٹا ہے اور قبضہ کر کے ہمیں اپنا غلام بنایا ہے۔ ہمارے ہی وسائل ہمارے خلاف استعمال ہو رہے ہیں۔ ہمیں اس کی مزاحمت کرنی ہے اور اس کے لیے منصوبہ بندی کرنی ہے کہ اپنے وسائل کو اپنے لیے کیسے استعمال میں لانا ہے۔

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال اپنے آپ کو بدلنے کا

ہمیں علم، ٹیکنالوجی اور شعور کے ھتیاروں سے مسلح ہونا ہے۔ یہی آج کے دور کی قوت ہے۔ ذرائع ابلاغ کا اعصابی مرکز صیہونی کنٹرول میں ہے۔اپنے مسلمان ذرائع ابلاغ کے کارکنان میں غیرت وحمیت اور ظلم کے خلاف مزاحمت کے بیج بونے ہیں کہ اُنہیں معاش کی خاطر اپنے نظریات اور صلاحیتیں بیچ دینے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ ہم اپنی خودی اور غیرت کو بیدار کریں تو منظر بدلا جا سکتا ہے۔ اسلام کے نظام رحمت کو دہشت گردی سے جوڑا جارہا ہے۔ہم دنیا کو بتائیں کہ ہمارے ہدایت نامہ کا آغاز قلم و کتاب اور پڑھنے سے ہوا تھا اور ہمارے قرآن کریم کے شروع میں ہمارے رب کی صفت رحمت کا ذکر ہوتا ہے۔

رحمٰن اور رحیم رب جو کہ انسانیت پر اپنی نعمتیں نچھاور کرنے کے لیے ہر وقت کرم کی گھٹا برسانے کے لیے تیار ہے اور اسی قرآن کریم کا نافذ کرنے والے رسول رحمتؐ نے اپنے کردار کی عظمت کی بدولت جہانوں کو فتح کیا اور فتح مکہ اُس کی بہترین مثال ہے۔ یہ قصہ کہانی نہیں بلکہ تاریخ کی حقیقت ہے کہ فتح مکہ یا فتح بیت المقدس، کوئی خون ریزی نہیں ہوئی جبکہ آج انسانی حقوق اور جمہوریت کا راگ الاپنے والی قوتیں انسانوں پر عرصۂ حیات تنگ کئے ہوئے ہیں چاہیے وہ غزہ ہو یا کشمیر، عراق ہو یا افغانستان یا اب پاکستان۔عثمانی خلافت کو بھی استعماری سازشوں نے اُمت مسلمہ کو تقسیم کرنے کے لیےختم کیا مگر ہم اب اُس کے احیاء کے لیے کوشاں ہیں۔ہمیں انسانیت کو ظلم سے ناانصافی سے نجات دلانے کے لیے اسلام کے نظامِ رحمت کی ضرورت ہے۔

اُستاد کی ہدایت کو حرز جان بنانے والی سعادت پارٹی کے نئے چیئرمین ڈاکٹر نعمان قرطمش نے بھی اپنی عظمت رفتہ کی بازیابی کے عزم کا اظہار کیا کہ ہم سب کو متحد ہوکر منصوبہ بندی کے ذریعے اپنے روشن مستقبل کو نقشہ بنانا ہے۔آغا جان نے پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ اُمت مسلمہ کے عوام کو مخاطب کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے حکمرانوں کی اکثریت نے استعماری طاقتوں کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ہمیں عوام سے عوام کے رابطے کو ممکن بنانا ہے اور ایک عزم نو سے سحر کی نوید بننا ہے۔

دنیا بھر سے آئے ہوئے اسلامی تحریکوں کے سربراہوں کے فکر و دانش کو سمیٹتے ہوئے استنبول کے خوبصورت تاریخی شہر کے گلی کوچوں میں اپنی ترک دوست کے ساتھ پیدل گھومتی رہی۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مزار پر حاضری دی۔ ترک قوم بھی بہت خوش عقیدہ ہے۔مختلف لوگ مختلف دعائیں کرنے میں مشغول تھے۔ میری ترک دوست ھُدیٰ نے بتایا کہ ہمارے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ یہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

عشاء کا وقت ہوا اور بہت ہی پیاری اذان کے ساتھ بہت خوش الحانی کے ساتھ نماز کے لیے تکبیر کہی گئی۔ ہم جلدی سے مسجد کی طرف آئے تو بہت ہی خوبصورت منظر تھا کہ ترکی میں ہر مسجد میں عورتوں کے لیے بہت ہی خوبصورت مخصوص جگہیں ہوتی ہیں اور لازماً بنائی جاتی ہیں اور دوسرا خوشگوار منظر یہ تھا کہ نمازی عورتوں کی اکثریت نوجوان لڑکیوں پر مشتمل تھی۔نماز کے بعد سب سے سلام دعا ہوئی اور باہر بنی چھوٹی دکانوں سے یادگار کے طور بہت ہی چھوٹے سائز کے قرآن کریم ھدیہ کے

طور پر لیئے۔

اگلے دن استنبول کے بہت ہی خوبصورت مقام'' پیارلوتی '' گئے جو کہ مشہور فرانسیسی مصنف کی یادگار ہے۔ اُس نے اپنے مشہور ناول یہی پر بیٹھ کر تحریر کئے۔ وہاں پر واقعی اتنا خوبصورت ماحول اور منظر تھا کہ میں خود ایک بنچ پر بیٹھ کر اپنی یاد داشتیں تحریر کرنے لگی۔

استنبول کے اندر سمندر کے ایک حصے کو خلیج کہتے ہیں ہماری میزبان ھُدیٰ ہمیں خلیج کے اندر چلتی ہوئی کروز پر لے گئی اور نہ ختم ہونے والی دریافتوں کے شہر کی شام استنبول کا خوبصورت منظر دکھایا۔ ہر لمحے بدلتے ہوئے خوبصورت تاریخی مناظر اور جدید ترقی کا سامان سمیٹے ہوئے استنبول کے سمندر کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک نگاہ ڈالی تو مسجدوں کے مینار ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرتے ہوئے دکھائی دیئے کہ اُمت مسلمہ کی عظمتِ رفتہ کو بازیاب کرانے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے ضروری ہے کہ

تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا
عجب نہیں ہے کہ یہ چار سو بد ل جائے

ویمن اینڈ فیملی کمیشن ایسام (ESAM) کی سفارشات

اجلاس کی خواتین شرکاء نے ارض کو نقصان پہنچانے کے انسداد کے لیے Women and Family انسٹی ٹیوٹ کے قیام کی تجویز دی، اس انسٹی ٹیوٹ کے فریم ورک کے اندر مندرجہ ذیل موضوعات کو لازماً زیرِ غور لایا جائے۔

☆ جسمانی و روحانی مرضی اور خاندان کے انتظام کے لیے عورتوں اور بچوں کی تربیت کی جائے۔

☆ نوجوان لوگوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی زندگی کو نمونے کی راہنما ہستی کی صورت میں پیش کیا جائے۔

☆ پُر مسرت شادی شدہ زندگی کا آغاز کرتے اور برقرار رکھنے کے لیے نفسیاتی مشاورت اور راہنمائی فراہم کی جائے۔

☆ کمیشن کے اراکین کے درمیان معلومات کے تبادلے کے لیے ویب سائٹ کا قیام عمل میں لایا جائے۔

☆ اسلامی ممالک میں کانفرنسوں اور سمپوزیم وغیرہ کا انعقاد کیا جائے تاکہ خواتین اور خاندان کو ہر شعبہ زندگی سے باخبر رکھا جائے۔

☆ اسلامی تاریخ کے جو ہیرو ہیں اور جو اہم شخصیات ہیں اُن کے بارے میں فلمیں (Movies) بنائی جائیں۔

اُمہات المومنین حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کے ایام خصوصی تیاری کے ساتھ منائے جائیں اور ان ایام میں خصوصی انعامات کا اعلان بھی کیا جائے۔

☆ ذرائع ابلاغ کے ذریعے خصوصی بلیٹن نشر کیے جائیں تاکہ اسلامی دنیا تک صحت مند ابلاغ ہو سکے۔

☆ خاندان کی خوشحالی اور بہتری کے لیے خواتین کے خصوصی کردار پر مباحثے اور مکالمے کا آغاز کیا جائے۔

کیونکہ خاندان ہی ریاست کی بنیاد ہے اسی وجہ سے مضبوط اور پُر امن خاندان، مضبوط ریاست کے ستون بن

جاتے ہیں۔ اگر خاندان تباہ ہو جاتا ہے تو معاشرہ تباہ ہو جائے گا۔ اسی طرح ایک تباہ معاشرے میں ریاست کی عمر بھی کم ہوتی چلی جائے گی۔

☆ ذرائع ابلاغ کے پروگرامات کے ذریعے یہ شعور بیدار کیا جائے کہ خاندان اور بچوں کو ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات سے بچایا جائے۔ 'مظلوم مسلمان عورت' کے تصور کو بدلا جائے اور اسلام میں خواتین کو جو اہمیت دی گئی ہے اس پر روشنی ڈالی جائے۔

اسلامی دنیا کے نمائندوں نے متفقہ رائے سے مذکورہ بالا فیصلے کیے ہیں اور اعلان کیا کہ ''نئے عالمی نظام'' کے قیام کا وقت قریب آ گیا ہے۔ جس میں حق اور انصاف کو بنیاد بنایا جائے۔ یہ وقت عملی اقدام کا ہے کیونکہ نسل پرست استعمار، امن عالم اور اسلامی دنیا کو تباہ و برباد کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔

میں نے اس کمیشن کی سیکرٹری جنرل کے طور پر Women And Family کی ایک گائیڈ بک تحریر کی۔ جسے بعد ازاں انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین نے بھی شائع کی اور ایران کے ایک خاندان کے موضوع پر بین الاقوامی کانفرنس میں بھی اسے پیش کیا گیا اور اسے تعریفی سرٹیفیکٹ سے نوازا گیا۔

۳- بین الاقوامی کانفرنس برائے 'خاندان' دوحہ

تمام دنیا سے حکومتوں کے نمائندے اور سول سوسائٹی کے اراکین ۹۲، ۳۰ نومبر ۲۰۰۴ء کو دوحہ قطر میں بین الاقوامی کانفرنس برائے 'خاندان' کے انعقاد کے لیے جمع ہوئے۔[۴]

اس کانفرنس کا انعقاد عزت مآب شیخ فرع بنت ناصر المسند کی زیر صدارت ہوا جو عزت مآب امیر کویت اور کویت کی اعلیٰ ترین کونسل کے صدر کی اہلیہ ہیں۔

دوحہ کانفرنس کی انتظامی کمیٹی نے حکومتی افسران، ماہرین تعلیم، مذاہب کے نمائندوں، غیر حکومتی تنظیموں اور سول سوسائٹی کے اراکین سے ان کے خیالات معلوم کیے۔ کانفرنس کے دوران علاقائی سطح پر ہونے والی کانفرنسوں جن کا انعقاد کوٹونو، (بینن) میکسیکوسٹی (میکسیکو)، سٹاک ہام (سویڈن)، جنیوا (سویٹزر لینڈ)، کوالالمپور (ملائیشیا) وغیرہ میں ہوا' کا تذکرہ کیا گیا، نیز تمام شرکاء نے کانفرنسوں کے دوران جن خیالات کا اظہار کیا تھا، یا جو تجاویز دی تھیں ان کو بھی نوٹ کیا گیا۔

اس حقیقت کی از سر نو تصدیق کی گئی کہ خاندان ہی معاشرے کا فطری اور بنیادی یونٹ ہے۔ جیسا کہ انسانی حقوق کے عالمگیر چارٹر کے آرٹیکل 16 (3) میں واضح کیا گیا۔

کانفرنس نے یہ نوٹ کیا کہ سال 2004ء میں اقوامِ متحدہ کے 1994ء میں اعلان کیے گئے خاندان کے بین الاقوامی سال کو دس برس مکمل ہو رہے ہیں نیز یہ کہ دوحہ بین الوقوامی کانفرنس برائے خاندان کے انعقاد کا اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اپنی قرارداد A/RES/58/15 (15 دسمبر 2003ء) میں خیر مقدم کیا۔

کانفرنس خاندان کے بین الاقوامی سال کے اہداف کے حصول کی کوششوں کو تسلیم کرتی ہے۔ جن میں :

اُ) قومی اداروں کی استعداد کو تقویت پہنچانا تا کہ خاندان کے حوالے سے ایسی پالیسیاں تشکیل دی جائیں، ان پر عمل در

آمد کرایا جائے اوران کو مانیٹر کیا جائے جن کا مرکز ومحور خاندان ہو۔

ب) ایسی کوششوں میں تحرک پیدا کیا جائے جو متاثرہ خاندانوں اور خاندان پر اثر انداز ہونے والے عوامل سے متعلق ہوں۔

ج) تمام مراحل اور جائزوں میں تجرباتی طرزِعمل اختیار کیا جائے اور خاندان کی ضروریات کو مدنظر کیا جائے۔

د) خاندان کے متعلق تمام کوششوں کی مخصوص پروگراموں کے ذریعے اثر پذیری بہتر بنائی جائے اور

ر) قومی اور بین الاقوامی سطح پر ان تمام غیر سرکاری انجمنوں کے باہمی تعلق میں تعاون بڑھایا جائے جو خاندان کی موید ہیں

کانفرنس کا اعلامیہ

دوحہ کانفرنس کے دوران پیش ہونے والے سماجی سائنسی اور تحقیقی نتائج کو زیرغور لا رہی ہے، جس سے اجتماعی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ خاندان، معاشرے کا بنیادی یونٹ ہے بلکہ خاندان ہی سماجی، اقتصادی اور ثقافتی ترقی کا بنیادی ایجنٹ کانفرنس، عالمگیریت کے پس منظر میں خاندان کو جو مسائل درپیش ہیں، ان کا حل تلاش کرنے کی ضرورت پر زور دیتی ہے۔

کانفرنس تسلیم کرتی ہے کہ خاندان کو مضبوط بنانے کے ذریعے ایک نادر موقعہ ہاتھ آ گیا ہے تاکہ معاشرتی مسائل کو یکجا طور پر اور اولین طور پر حل کیا جا سکے۔

کانفرنس اس بات کا اعادہ کرتی ہے کہ مضبوط، مستحکم خاندان ہی امن کے کلچر کو فروغ دینے اور تہذیبوں کے درمیان اور مختلف لسانی گروپوں کے درمیان مکالمہ ومفاہمت کو فروغ دینے کے لیے بنیادی مرکز کردار ادا کرتا ہے۔

کانفرنس، عزت مآب شیخہ مزع بنت ناصر المسند اہلیہ امیر کویت وصدر اعلیٰ ترین کونسل برائے اورِ خاندان کے اس اعلان کا خیر مقدم کرتی ہے کہ خاندان کے مطالعے کا انٹرنیشنل ادارہ وجود میں لایا جائے۔

اس سلسلے میں خاندان کے حوالے سے کیے گئے عالمی اعلانات کی توثیق کرتے ہیں اور تمام حکومتوں، بین الاقوامی تنظیموں اور تمام مراحل کے سول سوائٹی کے اراکین سے اپیل کرتی ہے کہ خاندان کی حفاظت کے لیے تمام ضروری اقدامات کیے جائیں۔

خاندان کے حوالے سے کیے گئے اعلانات کی توثیق

خاندان کو مضبوط کرنے کے لیے جو اعلانات کیے گئے ہیں ہم ان کی توثیق کرتے ہیں خصوصاً

☆ ہم خاندان کے امدادی، تعلیمی اور نشوونما کے کردار کی توثیق وتصدیق کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دنیا کے وسیع تہذیبی، مذہبی، اخلاقی اور سماجی اقدار کے لیے احترام کا اظہار کرتے ہیں۔

☆ بنی نوع انسان کے لیے توارثی طور پر جو احترام موجود ہے اسے ہم تسلیم کرتے ہیں، علاوہ ازیں یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بچہ پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے بعد اپنی جسمانی اور ذہنی عدم بلوغ کے سبب، خصوصی توجہ اور حفاظت کا محتاج ہوتا ہے۔ ماں اور بچے کو خصوصی توجہ اور استقامت درکار ہے۔ ہر شخص کو زندگی، آزادی اور ذاتی حفاظت کا حق حاصل ہے۔

☆ ہم اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ خاندان، معاشرے کا فطری اور بنیادی گروپ یونٹ ہے اور اسے معاشرے اور ریاست کی طرف سے وسیع ترین ممکنہ حفاظت اور تعاون کی ضرورت ہے۔

☆ ہم اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ شادی اسی وقت قابل قبول ہوگی کہ جب دونوں شریکوں کی مکمل اور آزاد مرضی شامل ہو نیز یہ کہ شادی کی عمر کے قابل مردوں اور عورتوں کا یہ حق ہے کہ وہ شادی کریں اور خاندان کی تشکیل کریں، اس حق کو تسلیم کیا جائے نیز یہ کہ شوہر اور بیوی برابر کے شریک ہوں۔

☆ ہم اس چیز کا بھی اعادہ کرتے ہیں کہ یہ خاندان کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ حمل سے بلوغت تک بچوں کی حفاظت کی جائے اور اس پروان چڑھایا جائے۔ ان کی شخصیت کی مکمل اور ہمہ پہلو نشوونما اور ان کی ذات کے بھرپور انداز میں تشکیل پانے کے لیے ضروری ہے کہ بچے ایک خاندان میں نشوونما پائیں جہاں مسرت ہو، محبت ہو اور افہام و تفہیم ہو۔ معاشرے کے تمام ادارے خاندان کی جانب سے بچوں کی نگہداشت اور نشوونما کے لیے کی جانے والی کوششوں کا احترام کریں۔ والدین کو یہ بنیادی حق حاصل ہے کہ وہ اس کا انتخاب کریں کہ انھیں کس قسم کی تربیت فراہم کی جا رہی ہے۔ نیز یہ کہ انہیں یہ حق حاصل رہے کہ وہ اپنے بچوں کی اخلاقی اور مذہبی تعلیم کی اپنے اپنے اعتقادات کے مطابق بندوبست کریں۔

ترغیب برائے اقدامات

مذکورہ بالا اعلانات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم تمام حکومتوں، عالمی اداروں اور ہر سطح پر موجود سول سوسائٹی کے اراکین سے مطالبہ کرتے ہیں کہ

مذہبی، ثقافتی اور سماجی اقدار

☆ ایسے پروگرام تشکیل دیں جس سے ممالک، مذہب، ثقافتوں اور تہذیبوں کے درمیان خاندان سے متعلقہ سوال پر باہم بات چیت اور مکالمہ پرورش پائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسے اقدامات کیے جائیں جن کے ذریعے شادی کا ادارہ محفوظ بھی ہو اور اس کا دفاع بھی کیا جائے۔

☆ خاندان کے استحکام اور سماجی ترقی کے لیے مذہب اور دینی اقدار اور اخلاقی معیارات کی توثیق کی جائے۔

☆ انسانی حقوق کے عالمگیر مشور اور دیگر بین الاقوامی معاہدات میں خاندان کے حوالے سے جن اقدامات کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کا جائزہ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ مروجہ بین الاقوامی قانون میں ان اصولوں اور ذیلی دفعات پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے۔

انسانی عظمت

☆ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ تمام افراد کو معیاری تعلیم ملنا چاہیے۔ علاوہ ازیں تعلیم تک رسائی کا حق تمام لوگوں کو حاصل ہو۔

☆ حکومتی پالیسیوں کا جائزہ لیا جائے اور ان کا از سر نو تخمینہ لگایا جائے تاکہ انسان کے ناقابل تبدل احترام کو تسلیم کیا جائے اور زندگی کے تمام مراحل پر اس کی حفاظت کی جاسکے۔

خاندان

☆ ایسے اشاریے (Indicator) تشکیل دیے جائیں جن سے سے خاندان کے استحکام پر اثر انداز ہونے والے تمام پروگرامات کا جائزہ لیا جا سکے۔

☆ ایسی پالیسیاں اور پروگرام تشکیل دیے جائیں جن سے خاندانوں کو یہ موقع مل سکے کہ وہ غربت کے مسلسل چکر کو توڑ سکیں۔

☆ حکومت کی خاندان کے بارے میں پالیسیوں کا از سرنو تخمینہ لگا جائے حضوصاً ان ممالک میں کہ جہاں متبادل شرح پیدائش، مطلوبہ تعداد سے کم ہے۔

☆ خاندان کی اس بارے میں امداد کی جائے کہ وہ بوڑھے اور معذور افراد کی امداد کر سکیں۔

☆ خاندان کی اس بارے میں امداد کی جائے کہ وہ ایچ آئی وی/ ایڈز اور اسی قسم کی دیگر خوفناک بیماریوں بشمول ملیریا اور تپ دق کے سدباب کے لیے کام کر سکیں۔

☆ ایسے اقدامات کیے جائیں کہ امن اور جنگ کے زمانے میں خاندان کی امداد و استقامت جاری رہے۔

شادی

☆ شادی کے ادارے کو محفوظ رکھا جائے۔ اسے استحکام فراہم کیا جائے اور اس کا دفاع کیا جائے۔

☆ ایسے بھرپور اقدامات کیے جائیں جس کے ذریعے دیگر امور کے علاوہ، شادی کو بھی استحکام حاصل ہو۔ ایک مسلسل اور مستحکم ازدواجی تعلق کے درمیان شوہر اور بیوی کو پائیدار رشتے میں منسلک رکھا جائے جس میں شوہر اور بیوی کو مساوی حقوق حاصل ہوں۔

☆ ایسی موثر پالیسیاں اور اقدامات روبہ عمل لائے جائیں جس کے ذریعے شادی اور خاندان کو خراب کرنے والے اقدامات کا حل تلاش کیا جائے اور اس ادارے کو کمزور نہ ہونے دیا جائے، اس کے لیے ایسے اداروں اور ایجنسیوں کے قیام کی ضرورت ہے جن کے ذریعے مسائل کا شکار مردوں، عورتوں اور بچوں اور خاندانوں کی امداد کی جا سکے۔

والدین اور بچے

ایسی کوششوں کو پروان چڑھایا جائے جن کے ذریعے خواتین کو سیاسی، اقتصادی، سماجی اور تعلیمی مواقع یکساں حاصل رہیں۔ نیز اقتصادی، سماجی نیز دیگر پالیسیوں کا جائزہ لیا جاتا رہے تا کہ بنیادی کردار ادا کرتے ہوئے ماؤں اور باپوں کو تعاون دستیاب رہے۔

اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ والدین کو یہ بنیادی حق حاصل ہے کہ وہ جس قسم کی تعلیم چاہیں اپنے بچوں کو دیں۔

خاندان والدین اور جہاں درکار ہو، قانون سرپرستوں کو یہ حق حاصل ہو کہ اپنے بچوں کے سرکاری طور پر قائم کردہ سکولوں کے علاوہ سکول قائم کر سکیں اور نجی طور پر قائم کردہ ان سکولوں میں کم از کم وہ بنیادی شرائط ضرور پوری کی جاتی ہوں

جن کی ریاست نے منظوری دی ہو نیز یہ کہ وہ اپنے بچوں کو اپنے عقائد اور اپنے اخلاقی معیارات کے مطابق تعلیم دے سکیں۔

ہم کانفرنس کے میزبان ملک سے درخواست کرتے ہیں (حکومتِ قطر) کے وہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو کانفرنس کی کاروائی سے آگاہ کرئے بشمول دوحہ اعلان کے لیے خصوصاً 6 دسمبر 2004ء کو خاندان کے بیان الاقوامی سال کے دس سال مکمل ہونے کے موقع پر اس کانفرنس کے انعقاد کا تذکرہ کیا جائے۔

۴- انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کی عالمی کانگرس

انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین دنیا بھر کی مسلمان خواتین کی ایک بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم ہے۔6 تا 12 مئی 2007ء کو انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کی جنرل کانگرس کا اجلاس ملائشیا کی دارالحکومت کوالا لمپور میں منعقد ہوا، جس کا عنوان Women And Family Development تھا۔ اس کانگرس میں شرکت کے لیے پاکستان سے ایک وفد سینیٹر ریٹائرڈ کیپٹن ڈاکٹر کوثر فردوس کی قیادت میں شریک ہوا۔

انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کا تعارف

1995 میں بیجنگ میں عالمی خواتین کانفرنس کے انعقاد کے بعد، جب خواتین کے حوالے سے عالمی استعمار کا ایجنڈا کھل کر سامنے آ گیا تب امت مسلمہ میں یہ بات شدت کے ساتھ محسوس کی جانے لگی کہ بین الاقوامی سطح پر مسلمان خواتین کے لیے ایک ایسے مؤثر پلیٹ فارم کی ضرورت ہے جو دلائل اور حقائق کی روشنی میں ایک ارب سے زائد مسلمانوں کی نصف آبادی کی صحیح نمائندگی کر سکے۔

بدقسمتی سے مسلمانوں پر صدیوں سے ذہنی اور فکری طور پر مرعوب جو غلام طبقہ راج کر رہا ہے، وہی گروہ عالمی فورمز اور کانفرنسز میں ہماری نمائندگی کا دعویدار بھی تھا۔1996 میں برادر اسلامی ملک سوڈان کی حکومت اور وہاں کی خواتین ممبران پارلیمنٹ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ پوری دنیا کی 70 سے زائد ممالک کی 300 اہم اور نمائندہ مسلمان خواتین کو خرطوم میں جمع کیا اور انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کے نام سے اس تنظیم کی داغ بیل ڈالی جو کہ خواتین کی نمائندگی، ان کے حقیقی تشخص و کردار کو اجاگر کرنے کے لیے دنیا میں بننے والی مسلمان عورتوں کی سب سے بڑی عالمی تنظیم کہلائی۔اس تنظیم کی مرکزی نگران سیکرٹری جنرل انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کہلاتی ہیں۔

اس ذمہ داری کے لیے حالیہ منعقدہ کانفرنس میں ڈاکٹر مظاہر عثمان جنہیں سوڈان میں ایک اہم علمی شخصیت ہونے کا اعزاز حاصل ہے، کا انتخاب ہوا جن کی معاونت چودہ مناصب پر مشتمل سیکریٹریٹ کرتا ہے۔ پوری دنیا میں اُن کی نمائندگی کے لیے اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل کام کرتی ہیں۔جن میں یورپین ریجن کے لیے صفیہ ڈربیر، عرب ریجن کے لیے محترمہ تغرید شہاب جو کہ سابقہ پارلیمینٹرین ہیں، ساؤتھ ایشین ریجن کے لیے سینٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، نارتھ ایشین ریجن کے لیے انڈونیشیا کی سابقہ صدارتی اُمیدوار ڈاکٹر توتی علویہ افریقن ریجن کے لیے سینگال کی ایک نمائندہ، آسٹریلیا کے لیے محترمہ زہراوتی اور امریکہ کے لیے اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ کی ایک نمائندہ کا انتخاب ہوا۔اس کے علاوہ سیکرٹری جنرل کی معاونت کے لیے اطلاعات ونشریات، تحقیق ومنصوبہ بندی، مالیات اور خارجہ امور کے شعبے بھی کام کرتے ہیں۔IMWU کو اقوام متحدہ کی

اکنامک اورسوشل کونسل کی رکنیت کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

اس تنظیم کو چلانے کے لیے اصل قوت اس کے جنرل کانگرس کے ممبران ہوتے ہیں جو پوری دنیا کے مختلف ممالک سے 30افراد کو منتخب کرتے ہیں۔ اُنہیں کونسل آف ٹرسٹیز (Trusties) کہا جاتا ہے۔اس کونسل آف ٹرسٹیز کے صدر کے طور پر انڈونیشیا کی سابقہ صدارتی اُمیدوار ڈاکٹر توتی علویہ منتخب ہوئی ہیں اور انہوں نے اس شرط پر صدارت قبول کی کہ اُن کی نیابت کے لیے پاکستان سے ڈاکٹر کوثر فردوس کو نامزد کیا جائے گا۔اس طرح کونسل آف ٹرسٹیز نے یہ دوسری اہم ذمہ داری اور منصب جماعت اسلامی کے حلقہ خواتین کی نگران سینئر ڈاکٹر کوثر فردوس کو سونپی جو بورڈ آف ٹرسٹیز کی نائب صدر کی ذمہ داری بھی ادا کررہی ہیں۔ راقمہ جس کو اس تنظیم کی ابتدائی رکنیت کا اعزاز بھی حاصل ہے کو، کونسل آف ٹرسٹیز میں پاکستان اور ایشیا کی نمائندگی کی ذمہ داری کے لیے بھی منتخب کیا گیا۔

کوالالمپور میں ہونے والی اس جنرل کانگرس کا افتتاح وزارت ترقی خواتین کی وزیر محترمہ داتو سری شہری ذات عبدالجلیل نے کیا۔ اپنی افتتاحی تقریر میں انہوں نے یہ خوبصورت بات کہہ کر حاضرین کو خوش کردیا کہ ہمارے ہاں عورت کی ترقی کو خاندان کے ادارے کے استحکام کے ساتھ وابستہ کیا جاتا ہے اور اسی لیے ہماری وزارت کا نام Ministry of Women, Family and Community Development رکھا گیا ہے۔ ان کی اس بات سے تذکرہ کرتی چلوں کہ میں نے اسی سوچ اور فکر کے تحت قومی اسمبلی میں پرائیوٹ ممبر کے طور پر خاندان کے ادارے کے استحکام کا بل پیش کیا تھا اور الحمد للہ مجھے بڑی خوشی ہے کہ میرے ملائیشیا میں اس کانفرنس میں شرکت کے وقت قومی اسمبلی نے 8 مئی کو یہ بل منظور کرکے اسے مزید بحث کے لیے کمیٹی کے سپرد کردیا ہے جس میں یہ نکتہ بھی شامل ہے کہ ہماری خواتین کی وزارت یا سماجی بہبود کی وزارت کے ساتھ خاندان کا لفظ اور اس ادارے سے وابستہ تقاضوں کو بھی شامل کیا جائے۔

کوالالمپور کے خوبصورت شہر میں امت مسلمہ کی نمائندہ خواتین کی تقاریر پر مشتمل اس اہم تقریب سے کانگریس کے پروگرام کا آغاز ہوا۔ جو اگلے دو دن تک اس تنظیم کی کارکردگی رپورٹوں اور اس پر بحث پر مشتمل رہا۔ اس دوران تمام ریجنز کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور آپس میں تفصیلی ملاقاتیں کی گئیں۔

جنرل کانفرنس کے اختتام پر اگلے دن ایک کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، جس کا عنوان تھا۔

The Role Of Muslim Women In Poverty Eradication

اس میں مختلف ممالک سے آنے والی انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کی اسکالر خواتین نے خطاب کیا اور غربت کے خاتمے کے لیے مقالے پڑھے اور تجاویز پیش کیں۔اس کا مرکزی نکتہ یہی تھا کہ اسلام کے نظام معیشت کی بنیاد یہ ہے کہ دولت کا ارتکاز ایک طبقے تک محدود نہ ہو بلکہ اس کا بہاؤ امیر سے غریب کی طرف ہو۔ انہوں نے اس اہم نکتے پر کافی زور دیا کہ اسلام کے معاشی نظام میں پیسے کو صحیح فلاحی منصوبوں پر خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے جب کہ استحصالی سرمایہ دارانہ نظام میں وسائل کا بہاؤ غریب سے امیر کی طرف ہے۔ پیسہ پیسے کو کھینچ رہا ہے۔ ظلم اور سود کا نظام ہے۔ امیر امیر تر ہوتا جارہا ہے اور غریب غریب تر اور سرمایہ دارانہ نظام میں سارا زور خرچ کرنے کے بجائے جمع کرنے اور وسائل پر قبضہ کرکے سانپ

بن کر بیٹھ جانے پر دیا جاتا ہے۔

کوالالمپور کے خوبصورت ثقافتی میوزیم میں کانگرس کا اختتامی اجلاس ہورہا تھا جس میں جنزل کانگرس کے زیر اہتمام نئی سیکرٹری جنرل اُن کے سیکریٹریٹ اور کونسل آف ٹرسٹیز کے نمائندوں اور ذمہ داران کا انتخاب مکمل ہوا اور آئندہ سال کے لیے منصوبہ بندی کی گئی۔

جنرل کانگرس کے اختتام پر کونسل آف ٹرسٹیز کے 30 ممالک سے نئے منتخب نمائندوں کا صدر ڈاکٹر توتی علویہ کی زیر صدارت چار گھنٹے پر محیط اجلاس منعقد ہوا۔جس میں دنیا کے مختلف کونوں سے آئی ہوئی بہنوں نے آئندہ سال کے لیےIMWU کی منصوبہ بندی کی۔ اوراپنے مفید مشوروں سے اجلاس کو بامقصد بنایا۔

کانگرس کی دستاویز

سینٹر ڈاکٹر کوثر فردوس نے کونسل کے مشوروں کو اجتماعی شکل دے کر اعلانِ کوالالمپور کی دستاویز جاری کی۔ جس میں درج ذیل نکات بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

☆ ہم اپنے دین سے وفاداری کا اعلان کرتے ہوئے اپنے خاندانی نظام کے استحکام اپنے معاشروں کی روایتی اسلامی اقدار کی حفاظت اور اپنی نسلوں کی تربیت اپنے دینی تشخص اور قوانین کی روشنی میں کرنے کا عہد کرتی ہیں۔

☆ ہم اقوام اور فرد کی آزادی پر کسی قسم کی قدغن کو برداشت نہیں کرتیں۔کیونکہ آزادی انسان کا وہ بنیادی حق ہے جسے نہ تو کوئی شخص چھین سکتا ہے نہ تفویض کرسکتا ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب تہذیبی روایات اور بین الاقوامی مسلمہ قوانین کے برعکس اُمت مسلمہ کے مختلف خطوں پر مسلط کی گئی ناجائز مسلح جارحیتوں پر ہم سخت معترض ہیں جس میں کسی کا بھی کوئی لحاظ کرنے کی بجائے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کی دستاویزات کی خلاف ورزی کی جارہی ہے۔ ہم سمجھتی ہیں کہ اس جنگ میں مسلمان ممالک کو اسی لیے نشانہ بنایا جارہاہے تاکہ مشرقِ وسطیٰ کے علاقے کو مذہبی، تہذیبی اور معاشی لحاظ سے تباہ کرکے اُمت مسلمہ کے وسائل پر قبضہ کیا جاسکے۔

☆ ہمیں اس بات کا شدید احساس ہے کہ عالمی استعمار عمومی طور پر حقوق نسواں اور اُن کی ضروریات اور بالخصوص مسلم خواتین کی شناخت کو مبہم اور مشکوک دستاویزات اور قراردادوں کے ذریعے تبدیل کرنے میں لگا ہوا ہے۔ہم مطالبہ کرتی ہیں کہ اسلامی قوانین کی غلط تشریح کے نتیجے میں مسلم خواتین کے خلاف استعمال کا فی الفور خاتمہ کیا جائے اور خواتین کی معاونت اور احترام سے متعلقہ اسلامی قوانین کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔

☆ ہم اس چیز کی اہمیت سے پوری طرح اتفاق کرتی ہیں جو خواتین کو نہ صرف یہ کہ اختیارات تفویض کرنے کا سبب بنتی ہے۔ بلکہ جدید مذہبی اور تہذیبی چیلنجز اور ان میں چھپے ہوئے خطرات کے حوالے سے آگاہی بھی دیتی ہے۔ تاکہ وہ اپنی ذات اور اپنے خاندان کی حفاظت کرسکیں۔

☆ مسلح تنازعات اور جاری جنگوں سے متاثرہ خواتین کا بھرپور خیال رکھا جانا چاہیے۔اور ہم ان تنازعات کے خاتمے کے لیے عملی اقدامات کرنے کا مطالبہ بھی کرتی ہیں۔

کونسل آف ٹرسٹیز نے اپنے مالیاتی بحران کے لیے 9 ممالک پر مشتمل ایک کمیٹی بھی بنائی تاکہ ہم اپنے اخراجات اور اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لیے اعانت جمع کر سکیں۔ اجلاس میں اس امر پر دکھ کا اظہار کیا گیا کہ امت مسلمہ کے وسائل پر ایسے گروہ کا قبضہ ہے جو اُمت کے مفادات کی بجائے استعمار کے مفادات کو مقدم رکھتا ہے اور ہمیں اپنے بنیادی اور ضروری اہداف کی تکمیل کے لیے بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

دیگر زیر بحث امور

تنظیم کے دستور میں کچھ ترامیم و اضافہ کے لیے بھی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ تاکہ دستور پر عمل درآمد کو زیادہ بہتر انداز میں عملی جامہ پہنایا جاسکے۔ اجلاس میں لندن میں اسلامک سکالرز کنونشن کے فیصلوں کی حمایت کی گئی اور 4 ستمبر کو عالمی یومِ حجاب منانے سے اتفاق کیا گیا۔ کشمیر، فلسطین، عراق، افغانستان اور دینا بھر میں مظلوم اقوام سے اظہار یکجہتی کیا گیا۔ سوڈان کے علاقے دارفور پر نہایت معلوماتی لیکچر سنا جس میں تیل اور قدرتی، معدنیات سے بھرے اس زرخیز خطے پر اسلام دشمن طاقتوں کی بھوکی نظروں کا تفصیل سے ذکر کیا گیا تھا کہ اسلام اور امن کے دشمن اب اُمت کے وسائل پر قبضہ کے لیے عراق، افغانستان کے بعد اب ایران اور سوڈان کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ اُمت مسلمہ کی بدقسمتی ہے کہ چاروں طرف اُمت زخم زخم اور لہولہو ہے مگر اُس کے حکمران خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔

اُمت مسلمہ کی خواتین کی عظیم قائد ڈاکٹر سعاد الفاتح نے پوری کانفرنس میں اپنے پر جوش خطابات سے حاضرین کے دلوں کو ولولوں اور عزم وحوصلہ سے بھر دیا۔ اُنہوں نے IMWU کو ایک نعمت قرار دیتے ہوئے سب خواتین سے اپیل کی کہ اُسے مزید فعال اور مضبوط بنا کر اُمت مسلمہ کی صحیح نمائندہ خواتین کا پلیٹ فارم بنایا جائے۔ اسے مسلمان خواتین کی ترقی اور مسلمان خواتین کو درپیش نئے دور کے چیلنجز اور ان پر عائد الزامات کا مؤثر جواب دینے کے لیے استعمال کیا جائے۔

اُنہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے۔ کہ ہم اپنی قوت کا ادراک کریں۔ اپنے ٹوٹے ہوئے جذبوں کو نیا آہنگ عطا کریں۔ ہم دنیا کی پچاس کروڑ سے زائد آبادی ہیں۔ اللہ نے دنیا کے بہترین خطے اور قدرتی وسائل سے بھرپور زمین سے نوازا ہے۔ اور پھر بھی ہماری حیثیت خس وخاشاک کے تنکوں کی طرح ہے کہ امریکی، سرب اور ہندو درندے ہماری ایک لاکھ سے زائد بیٹیوں کی عصمت دری کر چکے اور ہم تماشا دیکھتے رہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اب تو ہمیں حجاب کے فریضے سے روکا جارہا ہے۔ ہمیں خاندان کے ادارے کے عظیم ورثے سے محروم کیا جارہا ہے۔ ہمیں محبت اور حفاظت کے رشتوں سے کاٹ کر تنہا کیا جارہا ہے۔ اب یہی وقت ہے کہ ہم یہ فیصلہ کر کے یہاں سے اُٹھیں کہ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مذاہب کا احترام کرتے ہیں ہم اُنہیں اپنا احترام کرنا خود سکھادیں۔ ہم متحد ہو جائیں تو یہ لوگ ہمارے پیچھے پیچھے آئیں گے۔ ہمارے پاس دنیا کو فلاح اور امن کا پیغام دینے والا نظام ہے۔ ہمارے پاس اللہ کی آخری ہدایت ہے۔ ہم ہی وہ لوگ ہیں جو دنیا اور سسکتی اور بلکتی انسانیت کو امن اور اطمینان دے سکتے ہیں۔

ہم بدلتے ہیں رخ ہواؤں کا
آئے دنیا ہمارے ساتھ چلے

۵- باکو آذر بائیجان کانفرنس

آذر بائیجان کی خاتونِ اول، محترمہ مہربان علییوا نے ۸ تا ۱۰ جون ۲۰۰۸ء کو ''حیدر علییوا فاؤنڈیشن'' اور باکو یونی ورسٹی کے تعاون سے ایک عظیم الشان خواتین کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس کانفرنس کا عنوان ''تہذیبوں کے درمیان مکالمہ اور خواتین کا کردار کانفرنس'' تھا۔ تہذیبوں کے درمیان مکالمے اور خاندانی اقدار کے استحکام کے لیے یہ ایک بہت ہی منفرد کانفرنس تھی جس میں مختلف تہذیبوں، مذاہب، اقوام کے افراد نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

حیدر علییوا فاؤنڈیشن آذر بائیجان کی آزادی کی علامت حیدر علییوا کے نام پر بنائی گئی ہے اور آج کل خاتون اول مہربان علییوا (جو کہ ان کی بہو بھی ہیں) اس فاؤنڈیشن کی سربراہی کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ انھوں نے بھی یونیسکو اور او آئی سی کے تعاون سے اس عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد کا بیڑا اٹھایا اور دنیا بھر سے ان خواتین کو بلایا جو کسی نہ کسی طور پر تہذیبوں کے درمیان مکالمے کے فروغ کے لیے کام کر رہی ہیں۔

کانگرس میں بھرپور سیشن ہوئے جو مختلف عنوانات کے تحت تھے اور ان پر مختلف الخیال لوگوں کو جو دنیا کے مختلف اعلیٰ پائے کی یونیورسٹیوں سے وابستہ ہیں، اظہار خیال کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔

کانفرنس کے 6 سیشنز کے موضوعات درج ذیل ہیں:

1) Youth Forum.

2) International forums opening session.

3) Conflict or Unity of Human civilizations.

4) Aew towars woman, Awe towrds life.

5) National Consciousness or Particles of globilization.

6) East and West: How do we view each other.

پہلے سیشن میں مقررین کا اظہار خیال

پہلا سیشن یوتھ فورم کے عنوان سے منعقد ہوا۔ اس میں او آئی سی کے نوجوانوں کے امور کے نگران الشاد صاحب نے نوجوان لڑکیوں کے کردار پر روشنی ڈالی کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو تعلیم و تربیت کی مدد سے اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے بارے میں جانیں اور ان کے درمیان مکالمے کو رواج دیں۔

دوسرا سیشن مختلف ممالک سے آئی ہوئی خواتین اول کے خطابات پر مبنی تھا اور جماعت اسلامی پاکستان کو اس سلسلے میں یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اس اہم ترین سیشن کی رپورٹر محترمہ سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ تھیں جو ترکی کے وزیر اعظم کی اہلیہ محترمہ ایمان اردگان کے ساتھ دنیا بھر کی مسلم خواتین کے حجاب و نقاب کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ اعلان کر رہی تھیں کہ حجاب و نقاب خواتین کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہیں۔

محترمہ مہربان علییوا نے اس سیشن کا آغاز اپنے خطاب سے کیا۔ انھوں نے یونیسکو اور او آئی سی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور اس امید کا اظہار کیا کہ تمام دنیا سے آئی ہوئی مختلف شعبہ جات میں کام کرنے والے

دانشور خواتین اس دنیا کو ایک پرامن اور پرکون دنیا بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں گی تاکہ تہذیبوں کے درمیان تصادم کے نظریے کو رد اور امن، روا داری اور محبت کے چلن کو عام کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ تاریخ عالم اس بات پر شاہد ہے کہ عورت پر ہی اس دنیا کے امن اور سکون کا بنیادی دارومدار ہے اور وہی اس کی اصل ضامن ہے۔

ترکی کے وزیراعظم طیب اردگان کی اہلیہ ایمان نے اپنے خطاب میں کہا کہ خواتین پر اس دنیا کے مستقبل کا انحصار ہے کہ وہ نسل نو کی معمار اور صورت گر ہیں۔ ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کے لیے بہترین رول ماڈل بننا ہے۔ عورت کا وجود محبت کے خمیر سے اٹھایا گیا ہے اس لیے وہ محبت کرنا اور اسے نبھانا جانتی ہے۔ آیئے ہم سب مل کر محبت اور اخوت کی بنیاد رکھیں اور خاندان کے استحکام کے ذریعے معاشرے اور انسانیت کے استحکام کا فریضہ سرانجام دیں۔

پولینڈ کی خاتونِ اول مسز ماریا کازنیکا نے خاندان کو معاشرے کی بنیادی اکائی قرار دیتے ہوئے کہا کہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ خواتین اپنے کیریئر کے ساتھ ساتھ زیادہ وقت خاندان کے ادارے کو ترقی دینے میں گزاریں تاکہ ہم معاشرے کو بہتر بنا سکیں۔

لٹویا کی خاتونِ اول مسز للیتا نے کہا کہ ڈیار کپلنگ کا ایک مشہور شعر ہے کہ شرق و غرب کبھی بھی غلط فیصلے پر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ باکو کا یہ عظیم شہر مختلف تہذیبوں کا سنگم رہا ہے اور ہم یہاں سے دوبارہ مختلف تہذیبوں کے درمیان ہم آہنگی کا پیغام لے کر جائیں گی۔

جنوبی افریقہ کی خاتونِ اول مسز زائل نے کہا کہ ہم ایک دوسرے کے خالات کی سفیر بن کر یہاں سے نکلیں۔ شاہراہ ریشم جو کہ آذربائیجان سے شروع ہوتی تھی مختلف ثقافتوں، تہذیبوں اور زبانوں کی قوس قزح کے رنگ لیے ہوئے تھی۔ اسے دوبارہ سے آباد کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

رشین فیڈریشن اسمبلی کی ڈپٹی سپیکر محترمہ مسز ٹلانا اورلووا نے کہا کہ یہ زمین اگرچہ بہت وسیع ہے مگر جدید ٹیکنالوجی نے اسے آپس میں مربوط کر کے ایک گاؤں کے آنگن میں تبدیل کر دیا ہے۔ آج یہ زمین فساد سے بھر بھی چکی ہے اور اس کے باشندے امن وسکون کی تلاش میں گرداں ہیں اور اسے سکون فراہم کرنے کے لیے اچھے لوگوں کی ضرورت ہے۔ بہترین ٹیکنالوجی بہترین سائنسدانوں اور بہترین رہنماؤں کے ساتھ ساتھ بہترین ماؤں کی ضرورت بھی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔

امریکہ کی ریاست ٹیکساس کے گورنر کی اہلیہ مسز انیتا پریٹی نے کہا کہ بچپن میں میری ماں نے مجھے ایک جملہ کہا تھا کہ بہترین الفاظ وہ نہیں ہوتے جو تم اپنی زبان سے ادا کرتی ہو بلکہ بہترین زبان تمہارے کردار کی زبان ہے اور بہترین احساس وہ ہے جو تمہارے دل کو متاثر کرے اور تمہارے دل سے وہ منتقل ہو کر دوسرے محسوس کریں اور یہ محبت اور روا داری کا رابطہ لوگوں کے دلوں کو فتح کرتا ہوا معاشروں میں استحکام کا باعث بنتا ہے۔

ارجنٹائن کے نائب صدر کی اہلیہ مسز مارتھا کرسٹینا نے کہا کہ ہمیں بحیثیت عورت اپنے آپ کو تہذیبوں کے درمیان

۴۔ دوحہ قطر ۲۹، ۳۰ نومبر ۲۰۰۴ء کو اس کانفرنس کا انعقاد ''خاندان'' کے اقوام متحدہ میں دس سالہ تقریبات کے یادگار کے طور پر ہوا تھا۔

مکالمے کے فاروغ کے لیے وقف کر دینا چاہیے تا کہ یہ دنیا امن کا گہوارہ بن سکے۔

پروفیسر فوکویاما کی متعصّبانہ تقریر

اس سیشن میں اہم ترین تقریر جان ہاپکنز یونیورسٹی کے پروفیسر فوکویاما کی تھی جنہوں نے End of History نامی مشہور کتاب تحریر کی ہے۔مگر وہ یا تو اسلام سے بالکل لاعلم نظر آئے یا قصداً انھوں نے بہت متعصّبانہ رویہ اختیار کیا اور اسلام کو بطور تہذیب یا دین اور عورت کے کردار کو اجاگر کرنے کے لیے کوئی بھی مقام دینے سے انکار کیا اور اپنے خطاب میں ذکر تک نہ کیا۔ انھوں نے سیموئل ہن ٹنگٹن کے تہذیبوں کے درمیان تصادم کے نظریے کا ذکر کیا اور مذہب کو اس کے ایک اہم عامل کے طور پر اجاگر کیا۔ انھوں نے عورت کی حیثیت کو متاثر کرنے والے عوامل کا بھی ذکر کیا۔ انھوں نے ثقافت کو انسان کی بنیادی شناخت قرار دیا اور سعودی عرب اور سویڈن کو عورت کے حقوق کے حوالے سے ایک دوسرے کے متضاد علامتی ممالک قرار دیا۔ انھوں نے زمانہ قدیم سے تہذیبوں میں عورت کی کم حیثیت کا تذکرہ کیا اور کہا کہ جدیدیت میں بھی عورت کا کردار کچھ زیادہ تبدیل نہیں ہوا۔ انھوں نے حیرت انگیز طور پر یہ دعویٰ بھی کیا کہ چرچ نے پہلی دفعہ وراثت کے حقوق عورت کو دیے۔ انھوں نے متضاد اور منتشر خیالات کے ذریعے اپنے خطاب میں کوئی واضح سوچ تو نہ دی مگر اس حقیقت کا اظہار ضرور کیا کہ خاندان کے ادارے کی ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے معاشروں میں عدم استحکام کی کیفیت ظاہر ہو رہی ہے اور خاندان کے استحکام کا زیادہ انحصار عورت کی ذات پر ہے، اور اسے دوسرے تمام کردار ادا کرتے ہوئے اپنے اس فطری کردار سے غفلت نہیں برتنی چاہیے، ورنہ آج تیزی سے طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح اور ٹوٹے خاندان معاشروں کی ترقی اور استحکام کے خواب کو چکنا چور کر دیں گے۔

دیگر سیشنز کی کارروائی

مختلف سیشنز میں مقررین نے اپنے خیالات کے ذریعے بین المذاہب اور بین الثقافتی روابط مضبوط کرنے پر زور دیا اور کہا کہ خواتین اس مکالمے میں بنیادی کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اس پوری کانفرنس کی سب سے خوشگوار بات یہ تھی کہ تمام اقوام کی خواتین نے خاندان کے استحکام کو معاشرے کے استحکام کے لیے بنیادی ضرورت قرار دیا اور کہا کہ خواتین کو ان کے اصل کردار سے واقف کر کے ہم اس دنیا کو امن اور استحکام دے سکتے ہیں۔ جس بات کو یہاں پسماندگی اور رجعت پسندی اور خواتین کو گھروں میں بند کرنے کے مترادف قرار دیا جاتا رہا ہے اسی کے بارے میں پوری دنیا کی اقوام نے محسوس کرنا شروع کر دیا ہے کہ ہم خواتین کو سیاست اور معیشت کی دوڑ میں تھکا کر اپنے معاشروں کو ترقی کے بجائے تنزلی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ کانفرنس کے آخری دن آذر بائیجان کے ایک پروفیسر نے ایک ایسا فکر انگیز سوال اٹھایا جس کا جواب کسی کے پاس نہ تھا۔ انھوں نے پوچھا کہ کیا آپ خواتین معاشرے کو مردوں کے غلبے سے نکال کر خواتین کا غلبہ قائم کرنا چاہتی ہیں؟ اس سے تو معاشرے مزید عدم استحکام کا شکار ہو جائیں گے، جب تک آپ مرد اور عورت کو ان کے مقام پر رکھ کر معاونت، برداشت اور ایک دوسرے کی تکمیل پر آمادہ نہیں کریں گے اس وقت تک نہ معاشروں کے درمیان مکالمہ ممکن ہو سکے گا اور نہ معاشرے میں امن کی فضا قائم ہو سکے گی۔

کانفرنس میں دنیا بھر میں جاری جنگوں کی وجہ سے متاثر ہونے والی خواتین اور بچوں سے اظہار ہمدردی کیا گیا اور دنیا پر زور دیا گیا کہ جلد از جلد مکالمہ کی فضا پیدا کر کے جنگ و جدل سے اس دنیا کو پاک کرنے کی طرف توجہ دی جائے کیونکہ قوت کا استعمال بھی مسائل کا حل نہیں ہوتا۔

باکو کانفرنس کا اعلامیہ

کانفرنس کا اعلامیہ ''باکوڈیکلریشن'' کی صورت میں جاری کیا گیا جس میں اس مکالمے کو جاری رکھنے پر زور دیا گیا اور دنیا بھر کی اقوام اور مذاہب کی خواتین سے اپیل کی گئی کہ وہ دنیا کو اس بحران سے نکالنے کے لیے مل جل کر اپنی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ دنیا بھر میں مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان مکالمے کو رواج دیا جائے۔ حقوق انسانی کے عالمی معاہدے کی ساٹھویں سالگرہ اور اس عظیم الشان کانفرنس کے موقع پر حقوق، ثقافتی رنگارنگی اور صنفی مساوات کا احترام کیا جائے۔

ہم ''بین الاقوامی باکوموزم بابت بین الثقافتی مکالمہ میں خواتین کے کردار کی توسیع کے شرکاء ہیں اور مشترکہ طور پر اپنی اس تشویش کا اظہار کرتے ہیں کہ نسلی لسانی اور صنفی و مذہبی اختلاف کے نام پر عدم برداشت اور نفرت کے معاملات واقعات میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔

ہم تیزی سے پھیلتی ہوئی اور باہم متعلق دنیا کے بارے میں یہ احساس رکھتے ہیں کہ اس میں بین الاقوامی اقدار کی حفاظت کی جائے اور ان کو نشو ونما فراہم کرے۔

اس سلسلے میں ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا کے ثقافتی تنوع کے حوالے سے بین الثقافتی اور بین المذاہب مکالمے کی اہمیت میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

ہم بین الثقافتی اور بین المذاہب مکالمے میں خواتین کے انتہائی اہم کردار کی وضاحت کرتے ہوئے چاہتے ہیں کہ دنیا بھر میں امن، استحکام اور تعاون کو مزید تقویت ملے۔

ہم، اقوامِ متحدہ کے تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی ادارہ (یونیسکو) نیز اسلامی تعلیمی سائنسی اور ثقافتی ادارہ (آئی سیسکو) کے انتہائی اہم کردار کی تحسین کرتے ہیں، جو مسلسل بین الثقافتی مکالمے کو پروان چڑھانے کا سبب بنے ہیں۔

ہم اس مرحلے پر بین الاقوامی قانونی نظائر (Instruments) میں معاشرے کی ترقی میں خواتین کے کردار اور ہر قسم کے امتیاز کے خاتمے کے لیے جو دفعات شامل کی گئی ہیں۔ ان کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔

اس حوالے سے اس اتفاق کا تذکرہ بھی مناسب ہے کہ باکو فورم کا اجلاس، انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیہ کی ساٹھویں سالگرہ کے موقعہ پر ہو رہا ہے اور انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیہ میں انسانی حقوق، ثقافتی تنوع، بین الثقافتی مکالمہ اور جنسوں کو برابر قرار دینے کی بات کی گئی ہے۔ ہم ان تمام بین الاقوامی تنظیموں، حکومتوں، نوجوانوں اور خواتین کی انجمنوں اور ان کے بین الثقافتی مکالمے کو پروان چڑھانے کی کوششوں کی تحسین کرتے ہیں۔

ہم دی پبلک آذربائیجان کی خاتونِ اول مہربان علییوا جو حیدر علییوف فاؤنڈیشن کی سربراہ بھی ہیں اور ہم یونیسکو اور

آئی سیسکو کی جانب سے ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جنھوں نے اس قدر اہم اجلاس کا انعقاد کیا جس کا مقصد ہی صرف یہ ہے کہ بین الثقافتی مکالمے کے فروغ میں خواتین کے کردار میں اضافہ کیا جائے۔ ہم انگولا، لٹویا، پولینڈ اور ری پبلک آف ساؤتھ افریقہ کی بین الاقوامی باکو کانفرنس میں تشریف آوری کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ یہ کہ اپنے اپنے ممالک میں بین الثقافتی مکالمے کو فروغ دینے میں ان کا کردار اہمیت کا حامل ہوگا۔

ہم اس پر اپنے غیر معمولی عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ قیامِ امن کے لیے مذاکرات کا سلسلہ جہاں کہیں بھی جاری و ساری ہے اس میں ایسی فضا پیدا کی جائے جس میں خواتین کی برابر کی بنیاد پر شرکت عالمی برادری کے لیے ہو۔

ہم مشترکہ طور پر اپنے عزم و ارادے کا اعلان حسب ذیل میں کرتے ہیں:

۱) تمام حکومتوں اور سول سوسائٹی کے کرداروں سے مطالبہ کرتے ہیں۔ مسلسل مذاکرات، برداشت، انصاف اور پر امن بقائے باہم کو پروان چڑھانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے۔

۲) ہم اس کا اعادہ بھی کرنا چاہتے ہیں کہ ہم بین الثقافتی مذاکرات و مکالمات میں بھرپور انداز میں شرکت کرنا چاہتے ہیں نیز تمام انسانیت کی مشترکہ اقدار کے لیے کوششوں کو یکجا کرنے کے خواہاں ہیں۔

۳) ہم تمام حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فیصلہ سازی کے تمام دائیروں میں خواتین کی شرکت میں اضافہ کیا جائے۔ نیز قیام امن کی کوششوں اور تنازعات کے حل میں بھی خواتین کی شرکت میں اضافہ کیا ائے۔

۴) پائے جانے والے توہمات او جامد تصورات کو از سرِ نو تشکیل دینے میں خواتین کے کردار میں اضافہ کیا جائے کیونکہ باہمی مفاہمت میں ان کا کردار غیر معمولی ہے۔

۵) ہم اپیل کرتے ہیں کہ خواتین کو ہر تعلیمی سہولت فراہم کی جائے تاکہ تمام نسلوں کے تابناک مستقبل کی ضمان فراہم کی جا سکے۔

۶) ہم اس پر اپنے اعتماد کا اظہار کرتے ہیں کہ کسی بھی معاشرے کی ترقی میں دونوں جنسوں کے ساتھ یکساں سلوک اور خواتین کے خلاف ہر قسم کے تشدد کے خاتمے میں ''خاندان'' بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

۷) ہم حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ خواتین کے کردار کے بارے میں معتدبہ تحقیق کی جائے تاکہ ثقافتوں کے درمیان باہم اعتماد کو مضبوط کیا جاسکے اور اس تحقیق و مطالعہ کے ثمرات سے سب کو آگاہ کیا جا سکے۔

۸) ذرائع ابلاغ میں خواتین کے کردار میں اضافہ کیا جائے تاک بین الثقافتی مکالمے میں ان کے کردار کو واضح کیا جاسکے اور ان کی کامیابیوں کو واضح طور پر پیش کیا جا سکے۔

۹) وہ حکومتی، سیاسی، سماجی اور مذہبی جماعتیں جن کا قیام امن، تعاون اور باہمی مفاہمت کے لیے وجود میں لایا گیا ہے، کوششوں کو منظّم او مربوط کریں۔

۱۰) ہم حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ثقافتی اور مذہبی اقدار اور عقائد کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی روک تھام کی جائے۔

۱۱) ہم اعلان باکو بابت بین الثقافتی مکالمے میں خواتین کے کردار کو منظرِ عام پر لاتے ہوئے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مکالمے اور مفاہمت کے ذریعے ہی جدید کثیر القومی اور کثیر النوعی معاشروں کے درمیان پر امن بقا ممکن ہے، علاوہ ازیں اس کے بعد ضرورت ہے کہ اس تنوع کی حفاظت کرتے ہوئے خواتین کی بھر پور اور فعال شرکت کی اہمیت کو تسلیم کیا جائے۔

۱۲) اس کے ساتھ ساتھ ہم باکو فورم کی تشکیل کا اعلان کرتے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ بین الثقافتی مکالمے کو ایک مسلسل عمل میں تبدیل کر دیا جائے اور ہمارا اس پر بھی اتفاق ہوا ہے کہ آیندہ فورم کے پیش نظر اپنی سرگرمیاں جاری رکھی جائیں۔ آیندہ فورم 2010 میں باکو میں ہوگا۔

۱۳) ہم شرکا سے اپیل کرتے ہیں کہ اس اعلان کی جزئیات کو قومی، عوامی اور بین الاقوامی سطحوں پر عملدرآمد کے لیے ہر ممکنہ کوششیں بروئے کار لائیں۔

۱۴) ہم اس فورم میں شریک خواتین اول کے سپاس گزار ہیں جنہوں نے اس فورم کے ساتھ بھرپور تعاون کیا اور امید رکھتے ہیں کہ ان کی قابلِ قدر کوششوں، تہذیبوں اور ثقافتوں کے درمیان مفاہمت کے لیے جاری رہیں گی۔

۱۵) ہم حیدر علییوف فاؤنڈیشن یونیسکو اور آئی سسیکو کے شکر گزار ہیں کہ جنہوں نے اس فورم کا انعقاد کیا نیز ان سے اپیل کرتے ہیں کہ آئندہ فورم کے انعقاد کے لیے بھرپور تعاون کریں۔

۵/واں جنرل کانگرس IMWU، طرابلس، لبنان

یہ کانگرس ۲۷ تا ۳۰ مئی ۲۰۱۰ء کو لبنان کے ایک چھوٹے سے شہر طرابلس میں منعقد ہوا۔

۱۹۹۵ء میں عورت کے بارے میں ہونے والی سب بڑی عالمی کانفرنس بیجنگ میں منعقد ہوئی اور اس کانفرنس میں مسلمان عورت کی صحیح نمائندگی نہ ہونے کے برابر تھی۔ اسلامی تحریکوں کی اکا دکا خواتین کو وہاں پر احساس ہو کہ کوئی ایسا بین الاقوامی پلیٹ فارم ہونا چاہیے جہاں مسلم عورت کی آواز اسلام کی اصل روح اور صحیح اسلامی اقدار وروایات کے ساتھ بلند آہنگ کے ساتھ سنائی دے۔ چنانچہ سوڈان کی اسلامی تحریک کی عظیم خاتون استاذہ سعاد الفاتح نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور ۷۰ ممالک سے اسلامی تحریکوں کی خواتین راہنماؤں کو جمع کیا اور انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین IMWU کی بنیاد رکھی۔

اس کا ایک جنرل سیکرٹریٹ بنایا جس کی نگران سیکرٹری جنرل ہوتی ہیں اور ایک بورڈ آف ٹرسٹیز ہوتا ہے جس کے ارکان پہلے ۶۰ تھے، پھر ۳۰ کر دیے گئے اور اب اس جنرل کانگرس میں ۴۰ ارکان کو منتخب کیا گیا۔ پوری دنیا کو ۱۲ ریجنز میں تقسیم کیا گیا ہے جن کے نگران کو یونین کی اصطلاح میں اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل ASG کہا جاتا ہے۔

۱۹۹۵ء کے پہلے اجلاس میں بحیثیت بانی رکن شرکت کی اور ۱۵ سالوں سے اس یونین کے باقاعدہ سالانہ بورڈ آف ٹرسٹیز کے اجلاس اور ہر ۳ سال بعد جنرل کانگریس کا اجلاس منعقد ہوتا رہا ہے۔ سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ ایشین ریجن کی ASG کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیتی رہیں۔

اس دفعہ کی جنرل کانگرس کو لبنان کی اسلامی تحریک کے عظیم قائد استاذ فتحی یکن کے گھرانے نے میزبانی کا شرف

بخشا۔ ان کی اہلیہ ڈاکٹر منیٰ حداد جو لبنان کی مشہور یونی ورسٹی جامعہ الجنان کی وائس چانسلر بھی ہیں' نے ۲۷ سے ۳۰ مئی تک جنان یونی ورسٹی طرابلس لبنان میں IMWU کا اجلاس طلب کیا، جس میں ۲۸ ملکوں کی خواتین نے شرکت کی۔

ہمیں استنبول میں ترکی کے بین الاقوامی تھنک ٹینک ESAM کی ایک کانفرنس میں شرکت کرتے ہوئے لبنان کے شہر طرابلس پہنچنا تھا، اس لیے ہم پہلے دن کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے' جس میں ڈاکٹر کوثر فردوس کا افتتاحی خطاب بھی شامل تھا۔ ہم ۲۸ مئی کو شب کی آخری ساعتوں میں بیروت ایئرپورٹ پر اُترے' جہاں سے ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر لبنان کے ایک چھوٹے شہر طرابلس میں ہمارے قیام وطعام اور کانفرنس کا انتظام کیا گیا تھا۔

ہوٹل پہنچے تو فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں جو آپ کو کسی بھی نئی جگہ پر اپنائیت کا بے پناہ احساس دیتی ہیں۔ مسلمانوں کی آبادیوں میں جہاں پر بھی چلے جائیں، اذان کی آواز آپ کو ایک مشترک رشتے اور اپنائیت کا احساس دلا کر اجنبیت کو ختم کر دیتی ہے۔ فجر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر آرام کر کے ہم نیچے بھاگم بھاگ ہوٹل کی لابی میں پہنچے۔ جنان یونی ورسٹی کی بسیں ہمیں کانفرنس ہال میں لے جانے کے لیے تیار کھڑی تھیں۔

ہمیں وہاں تمام ممالک سے آئی ہوئی دیرینہ رفاقتوں کی محبتوں سے سرشار بہنیں ایک دوسرے کو سلام اور دعاؤں کے ہدیوں سے نوازتی ہوئی ملیں۔ ایک طرف استاذہ سعاد الفاتح جنھیں ہم Woman of Substance کے نام سے جانتے ہیں جو اپنی پیرانہ سالی کے باوجود سب سے زیادہ پرعزم اور ولولوں اور جذبوں سے بھرپور ہدایات دیتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ دوسری طرف ایوان ریڈلے ہیں جو طالبان کی قید میں اسلام سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئیں اور پھر اسلام کی ترویج کو ہی اپنا مقصد زندگی بنا بیٹھیں۔ ایک طرف ہماری سیکرٹری جنرل ڈاکٹر مظاہر ہیں اور دوسری طرف انڈونیشیا کی سابق صدارتی امیدوار ڈاکٹر توتی علویہ نظر آتی ہیں۔ ایران، سوڈان، ملائشیا، جرمنی، افریقہ، عرب اور یورپ کے ممالک کے وفود بھی نظر آ رہے ہیں۔

جنان یونی ورسٹی استاذ فتحی یکن کے گھرانے کا علمی ورثہ ہے جہاں عالم عرب اور دیگر ممالک کے طلبا وطالبات کو اسلامی ماحول دینے کے ساتھ ساتھ جدید علوم سے بھی آراستہ کیا جاتا ہے۔

کانفرنس کا آغاز بہت ہی خوب صورت تلاوت کے ساتھ ہوا اور اس کے ساتھ ہی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر مظاہر ایم عثمان نے ۳ سالہ کارکردگی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ IMWU کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے اکنامک اینڈ سوشل کونسل سے بھی وابستہ ہے اور اسے Ecosoc-Status حاصل ہے۔

IMWU ہر سال مختلف ممالک میں اپنے جاری شدہ پروگرام اور پروجیکٹس کے ذریعے دنیا بھر کی عورتوں کے فلاح اور بہبود کے منصوبے جاری کرتی اور چلاتی ہے۔ پاکستان میں بھی ہم نے قوار یر فیشن، Education for all اور Food for all، چھوٹے بلاسود قرضوں کی سکیم، گھریلو ماسیوں کی فلاح وبہبود، تقریبوں کے لیے خواتین میزبانوں کی اسکیم، ملازمتوں میں معاونت کے لیے پروگرام اور خواتین میں ان کے حقوق وفرائض کی آگہی کے منصوبے شروع کیے ہیں۔ ہماری رپورٹ پر سب نے ہمیں مبارک باد دی اور استاذہ سعاد الفاتح نے ہمارے ایک ایک پروجیکٹ کو لوگوں کے سامنے اجاگر کیا

اور ہمیں ہدایت دی کہ اپنے یہ پروجیکٹس تمام ممالک کو بھیجیں تاکہ وہ اس کی راہنمائی میں اپنے ممالک میں کام کرسکیں۔

اس کے بعد یونین کا بجٹ سیشن ہوا جس میں اگلے سال کے منصوبے اور بجٹ پیش ہوکر پاس کیا گیا۔ یونین کے پروجیکٹس کے لیے فنڈ ریزنگ کمیٹی تشکیل دی گئی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ مسلمان صاحب ثروت اور مخیر تنظیموں اور حکومتوں سے اپیل کی جائے گی کہ وہ مسلمان عورتوں کی سب سے بڑی بین الاقوامی تنظیم کی دامے، درمے، سخنے، قدمے مدد کریں۔

اس کے بعد یونین کے دستور میں بورڈ آف ٹرسٹیز کے ۳۰ ممبران کے بجائے، اس کی تعداد کو ۴۰ کرنے کی ترمیم پیش کی گئی جس کو متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا۔ پاکستان کو اپنی کارکردگی اور آبادی میں اضافہ کی وجہ سے ایک کے بجائے دو نشستیں دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کے بعد ایک سیشن میں استاذہ سعاد الفاتح نے الیکشن کمشنر کے فرائض سرانجام دیے۔ مجھے بھی اس وقت ان کے ساتھ معاونت کا اعزاز بخشا گیا۔ ۳۷ ممالک سے بورڈ آف ٹرسٹیز کے ممبران کا انتخاب عمل میں لایا گیا اور پاکستان، ملائشیا اور سوڈان کو ایک ایک اضافی نشست دے کر ۴۰ ممبران کو منتخب کیا گیا۔ ایوان ریڈلے کو یورپ، استاذ فتحی یکن کی اہلیہ منیٰ الحداد کو عرب اور مجھے ایشیا کا نگران ASG منتخب کیا گیا۔

اس کے بعد اہم ترین ذمہ داریاں یعنی بورڈ آف ٹرسٹیز کے صدر اور سیکرٹری جنرل کے انتخاب پر توجہ مرکوز تھی کہ ان اہم مناصب پر جنرل کانگرس کس کا انتخاب کرتی ہے۔ آپ سب کو یہ جان کر بہت خوشی ہوگی کہ اس بار جماعت اسلامی حلقہ خواتین کی سابقہ نگران محترمہ ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ کو صدر بورڈ آف ٹرسٹیز منتخب کیا گیا جو سینیٹر کے فرائض بھی انجام دے چکی ہیں اور پاکستان آرمی کی پہلی نقاب پوش خاتون کیپٹن بھی رہ چکی ہیں۔ سیکرٹری جنرل کے لیے ڈاکٹر مظاہر ایم عثمان کا انتخاب عمل میں لایا گیا اور اسی پر اس اہم ترین سیشن کا اختتام ہوا۔

رات کو طرابلس کے مفتی اعظم ڈاکٹر مالک شعار اور ان کے دارالافتا کی طرف سے عشائیہ دیا گیا۔ اس عشائیہ میں استاذ فتحی یکن کی بیٹی ڈاکٹر عائشہ یکن سے تفصیلی ملاقات اور گفتگو ہوئی۔ انھوں نے بتایا کہ میرے والد آپ کے والد اور پاکستان سے بہت محبت رکھتے تھے۔ میں نے انھیں بتایا کہ ہم نے اپنی خواتین کارکنان کے تربیتی نصاب میں استاذ فتحی کی ایک کتاب کا اردو ترجمہ شامل کیا ہے تو وہ بہت خوش ہوئیں اور کہا کہ آپ کو اپنی دوسری بہن جو میرے والد کی کتابوں کے ترجمے اور اس کے ابلاغ کی انچارج ہیں، سے کل ضرور ملواؤں گی۔ ہمیں اس کام سے بڑی دلچسپی ہے تاکہ ہم اپنے والد کے مشن کو زندہ رکھ سکیں۔

محترم مفتی صاحب ڈاکٹر مالک شعار نے استقبالیہ کلمات کہتے ہوئے فرمایا کہ خواتین نے اسلام کے صدر اول سے ہی انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسلام قبول کرنے والی پہلی ہستی کا اعزاز ایک خاتون نے ہی حاصل کیا۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین وحی کی ذمہ داری کے کڑے وقت میں ایسے دلنشین الفاظ میں تسلی دی جو تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے گئے ہیں۔

آج کے دور میں مسلمان عورت پر انتہائی اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے فرائض کو پہچانے' کیوں کہ اس کی غفلت سے ہماری امت کی تاریک رات سحر میں تبدیل نہ ہوسکے گی۔ مساوات مردوزن کا نام نہاد مغربی تصور ہمارے اوپر

مسلط کیا گیا ہے۔ ان غلط تصورات کی بجائے اسلام نے ایک عادلانہ نظام کا تصور پیش کیا ہے۔ مرد وزن کے درمیان حقوق وفرائض عدل کی بنیاد پر تقسیم کیے گئے ہیں کیوں کہ وہ مختلف ساخت اور مختلف صلاحیتوں کے ساتھ مختلف کردار ادا کرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ دونوں یکساں نہیں، بلکہ عدل کی بنیاد پر خالق نے ذمہ داریوں اور حقوق کا تعین کیا ہے۔

انھوں نے خاندان میں عورت کے کردار کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس ادارے میں شوہر کو بیوی پر اور ماں کو باپ پر فوقیت دے کر عدل کیا گیا ہے اور بیک وقت اس ادارے میں ایک ہی سربراہ کو قوام کا درجہ دے کر اس کے نظام کو ترتیب دیا گیا ہے تاکہ اس میں خلل واقع نہ ہو۔ اسلام کے اس نظام عدل کا پرچم بلند کرنے میں عورت کا بھی اتنا ہی اہم کردار ہے جتنا مرد کا۔ ہمارے بلاد اسلامیہ کی تہذیب مغربی فکر میں رنگی جارہی ہے اس کو صرف مسلمان عورت کا عزم ہی بچا سکتا ہے۔ اس اسلامی تہذیب کو بچانے میں آپ ہی ہراول دستے کا کردار ہیں۔ اپنے اس کردار کو ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہ برتیں۔

اس کے بعد محترمہ ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ نے مہمانوں کی طرف سے دارالافتا اور علمائے کرام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ محترم مفتی مالک شعار صاحب نے انتہائی اہم موقع پر ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے نظام پر اللہ کی حمد بیان کرتی ہیں اور ان شاء اللہ اپنا کردار بحسن وخوبی سرانجام دینے کی جدوجہد کرتی رہیں گی۔ ہماری یونین کا قیام بھی اسی لیے عمل میں لایا گیا ہے کہ مسلمان عورت اسلام کا صحیح چہرہ اور صحیح عادلانہ نظام دنیا کے سامنے پیش کر سکے کہ جس کے پیغام کو گرد اُڑا کر دھندلایا جارہا ہے۔ اس کے بعد عربوں کی روایتی مہمان نوازی اور لبنانی ضیافت کا لطف لیا اور واپس اپنے ہوٹل میں پہنچے۔

رات کو ہمارے وفد نے جو محترمہ ڈاکٹر کوثر فردوس، محترمہ گلفرین نواز اور راقمہ پر مشتمل تھا، صبح پاکستانی سٹال لگانے کے لیے تیاری کی۔ اس میں ہمارے ساتھ ہماری بہن محترمہ شمیمہ شال نے بھی معاونت کی اور کشمیر پاکستان کی شہ رگ اور اٹوٹ انگ کا ثبوت پیش کرتی رہیں۔ ہم نے اس سٹال پر پاکستانی کپڑے، جیولری اور پاکستان کی اسلامی تحریک کا تعارف پیش کیا۔ ہمارے قوار یر فیشن کے سٹال پر بہت رش رہا اور ہماری بہت پذیرائی کی گئی۔

اگلا دن جنان یونی ورسٹی کے تعارف اور استاذ فتحی یکن پر بنائی گئی ایک دستاویزی فلم سے شروع ہوا اور مجھے ان کی بیٹی رابعہ اپنے عظیم والد کے بارے میں جنان یونی ورسٹی کے ایک شعبہ میں لے گئیں۔ میں ان کے کام، ان کے جذبے اور نظم اور ترتیب کو دیکھ کر حیرانی اور خوشی کا ملا جلا اظہار کرتی رہی کہ امت مسلمہ میں ایسے ایسے جوہر قابل موجود ہیں مگر ہمیں آپس میں مربوط ہونے سے روکنے کے لیے کچھ ان دیکھی طاقتیں مصروف عمل ہیں اور وہ اس میں کامیاب بھی ہیں۔ مگر اب وقت آ گیا ہے کہ ان دیواروں کو توڑ دیا جائے اور عوام سے عوام کے رابطے کو ممکن بنا کر ایک نئی سحر کے خواب کو تعبیر دی جائے۔

انھوں نے اپنے عظیم والد کے بارے میں بتایا کہ ان کا پورا نام استاذ محمد فتحی شریف یکن تھا۔ وہ لبنان کے اسی شہر طرابلس میں ۳ مئی ۱۹۳۳ء کو پیدا ہوئے۔ بیروت یونی ورسٹی سے الیکٹریکل انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کی اور عربی زبان اور

اسلامی علوم میں ڈاکٹریٹ کیا۔ انھوں نے ۵۰ء کی دہائی میں لبنان میں اسلامی تحریک کی بنیاد رکھی اور آخری عمر تک اس کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

انھوں نے لبنان کی پارلیمنٹ میں بھی تاریخی کردار ادا کیا۔ عرب دنیا کی مشہور شخصیات سے روابط قائم کیے اور ان کو دعوت ونصیحت سے نوازتے رہے۔ وہ ایک مشہور علمی شخصیت تھے اور انھوں نے عالم عرب کی نوجوان نسل پر اپنی فکر کے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اس علم کی اشاعت کے لیے انھوں نے جنان یونی ورسٹی قائم کی ہے جو اس علم کی ترویج کے لیے مصروف عمل ہے۔

ڈاکٹر رابعہ سے استاذ، ان کی کتابوں، تحریروں اور سمعی وبصری مواد کی فہرستیں لیں جو انھوں نے انتہائی مستعدی سے اپنے چاروں طرف لگے ہوئے کمپیوٹرز سے تیز رفتاری سے نکال کر دیں اور واپس ہال میں جلدی سے داخل ہوئے' جہاں کچھ دیر بعد ''معاشرتی تبدیلیوں میں عورت کے کردار' پر ایک سیمینار منعقد ہونے والا تھا۔

اس سیمینار کا آغاز ہماری عظیم قائدہ استاذہ سعاد الفاتح نے اپنے پُرمغز مقالے سے کیا۔ ان کی دی گئی ہدایات دل میں اُترتی چلی جارہی تھیں اور ہر جملہ سن کے بے اختیار سبحان اللہ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ میں اپنے رب کے اس احسان عظیم پر اس کی شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اپنے وقت کی ولی اللہ، مجاہدہ اور دورِ جدید کے تقاضوں اور چیلنجوں سے اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ نبرد آزما ہونے اور باطل کے خلاف پوری استقامت کے ساتھ صف آرا ہونے کا عزم جواں رکھنے والی خاتون کا ساتھ عطا کیا ہے۔

انھوں نے اس مرتبہ مجھے اور کوثر باجی کو بہت زیادہ وقت دیا اور یونین کے کاموں کے لیے اور اسلامی تحریک کے کام کو مزید منظّم کرنے کے لیے بہت دلسوزی کے ساتھ ہدایات دیں۔ انھوں نے کہا کہ آج کے دور میں مسلمان عورت کو رنگ بدلتی دنیا میں اپنا کردار صحیح طور پر نبھانے کے لیے نیتوں اور ارادوں کو خالصتاً اپنے رب کی رضا کے لیے خالص کرلینا چاہیے۔ نیت اور ارادے کو تمام بھلائی کے کاموں میں بنیاد کی حیثیت حاصل ہے۔ اگر یہ بنیاد نہ ہوگی تو بھلائی کی عمارت کا استحکام خواب وخیال بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی برکت تب ہی شامل حال کرتا ہے جب کام اسی کے لیے ہی کیا جائے۔ جتنا اللہ سے قریب ہوکر اور اس کی محبت حاصل کرنے کے لیے اس کے بندوں کی خدمت کی جائے اتنا ہی ہر خوف سے نجات مل جاتی ہے۔ یہ ایک سجدہ انسان کو ہزاروں سجدوں سے بچالیتا ہے اور آپ جب ایک دفعہ خالص ہوکر اپنا سفر شروع کرلیتے ہیں تو ضرور منزل پر پہنچ جائیں گے۔ اور منزل یہاں ملے یا وہاں، ایک مسلمان عورت کے لیے صرف اسی بات کی اہمیت ہے کہ اس کا رب اس کے ساتھ ہو اور اس سے راضی ہو۔

انھوں نے کہا کہ دنیا میں ایک عام آدمی کیسے بڑا آدمی بن جاتا ہے اور کیسے وہ ہزاروں، لاکھوں لوگوں کی رہبری کرتا ہے؟ اس کے لیے لوگوں کو جاننا اور ان سے محبت کا تعلق بنانا بہت ضروری ہے۔ عربی میں مقولہ ہے کہ **معرفة الناس فن**. لوگوں کو جاننا ایک فن اور آرٹ ہے اور لوگوں سے تعلق پیدا کرنا اور ان کی بات سننا اور منظّم انداز میں بڑے صبر کے ساتھ لوگوں کے رویوں پر غور کرکے ان کے مسائل حل کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

مسلمان عورت کو بہت صبر، بہت دھیمے مزاج اور عزم وثبات کے ساتھ اپنی فکر کی تعمیر اور کردار کی تاثیر سے لوگوں کے دل جیتنے ہیں۔علم چاہے وہ قدیم ہو یا جدید، مسلمان عورت کا ہتھیار ہے، جس سے اس کو کبھی بھی غافل نہ ہونا چاہیے۔

انھوں نے مزید کہا کہ قرآن کریم تمام قدیم اور جدید علوم کا سرچشمہ ہے۔اس سے وابستہ رہ کر ہمیں جدید دنیا کے چیلنجز کو حل کرنا ہے۔ہمیں علم جہاں سے ملے اس کو فوراً حاصل کرلینا چاہیے۔کیوں کہ بعد میں افسوس کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔اپنے آپ کو باخبر رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔اپنے آپ کو سنایئے اور سننے کی عادت ڈالیے۔کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک زبان اور دو کان دے کر بھیجا ہے کہ ہم اپنی سماعت کو زیادہ استعمال کریں اور زبان کا استعمال سوچ سمجھ کر اور نپے تلے انداز میں کریں۔

اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوے انھوں نے کہا کہ ہرقسم کی ناانصافی کا انکار کیجیے اور معروف میں اپنے مردوں کی اطاعت کریں۔مگر جب بات ظلم کی ہو اور عدل وانصاف کے خلاف ہو تو اس کی مزاحمت کریں۔ظلم کے آگے ہتھیار ڈال دینا مسلمان عورت کی شان کے خلاف ہے۔وہ اپنی نئی نسل میں باطل کی مزاحمت کے بیج کیسے بو سکے گی' اگر وہ خود ہی ظلم کے آگے سرِتسلیم خم کردے۔اپنے اردگرد کی ناانصافیوں، ظلم، دہشت گردی سے اپنے آپ کو باخبر رکھیں اور بے حسی کو ختم کرکے لوگوں کی مصیبتوں کا احساس اور ادراک کریں۔ان ناانصافیوں اور ظلم وتشدد کا جب تک ہم احساس نہ کریں گے ہم اس کے خلاف کیسے صف آرا ہوسکیں گے؟ ان کا احساس کریں تو ان کے مسائل کا حل بھی تبھی ممکن ہوسکے گا۔

استاذہ سعاد الفاتح نے مزید کہا کہ مسلمان عورت کو اپنی تاریخ یاد ہونی چاہیے، تب ہی وہ اپنے جغرافیہ کی حفاظت بھی کرسکے گی۔ ہرکسی تک پہنچنا چاہیے۔یہ عالمگیر اخوت کا پیغام ہے۔ہمیں اپنی مرضی کی بنیاد پر نہیں' بلکہ ہرانسان تک پہنچنا چاہیے' خواہ وہ جہاں کا بھی ہو اور جیسا بھی ہو۔ہمیں من القلب الی القلب یعنی دوسروں کے دلوں تک پہنچنے کے لیے اپنے دل سے سفر کا آغاز کرنا چاہیے۔کیوں کہ جو بات دل سے نکلتی ہے وہی دل تک پہنچتی ہے۔ہمیں اسلام کا صحیح پیغام اور صحیح صاف ستھرا چہرہ عالم تک پہنچانا ہے جس کا ہم سب پر فریضہ عائد ہے اور جس کو آج دہشت گردی اور دقیانوسیت سے جوڑا جارہا ہے۔

اس کے بعد سوڈان کے سابق وزیرتعلیم اور اسلامی دنیا کے ممتاز دانشور محترم پروفیسر زکریا بشیر امام نے یونین کے زیراہتمام معاشرے کے محروم طبقات کے لیے بنائے گئے انسام سکولز کا تعارف پیش کیا۔

انھوں نے کہا کہ تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی فریضہ اور میراث ہے جو انھوں نے ہمارے لیے ورثہ میں چھوڑا ہے۔مگر مغرب اور اسلامی دنیا کی تعلیم کے بارے میں ترجیحات کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے آبدیدہ ہوکر کہا کہ دنیا کی بہترین یونی ورسٹیوں میں اب کوئی مسلمانوں کی دانش گاہ نہیں ہے۔ناخواندگی ہمارا ایک بڑا مسئلہ اور کمزوری ہے۔یہ ہمارا جرمِ ضعیفی ہے کہ اس کے بارے میں کسی کو فکر نہیں ہے۔انھوں نے ہمارے ساتھ ملاقات میں بتایا کہ انھوں نے ۴۰ کے قریب کتابیں لکھی ہیں جن میں چار کو اسلامک فاؤنڈیشن نے چھاپا ہے۔انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے CEDAW کا تجزیہ لکھا ہے۔اسے ہم بحث کے بعد ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کرکے اسلامی تحریکوں کی طرف سے پیش کریں گے۔

اس کے بعد ایوان ریڈلے کو دعوت خطاب دی گئی۔ میں اس وقت شرم سے سر اُٹھانے کے قابل نہ رہی جب انھوں نے اپنے خطاب میں ڈاکٹر عافیہ کے مسئلے کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ پرویز مشرف نے اپنی کتاب ان دی لائن آف فائز میں اعتراف کیا ہے کہ میں نے اتنے لوگوں کو اتنے ڈالروں کے عوض امریکہ کے حوالے کیا ہے۔ اور انھی میں ایک پاکستانی ڈاکٹر عافیہ بھی ہے۔ اس وقت میرے دل سے بددعا نکلی کہ ان دی لائن آف فائر میں ان کا یوم حساب بھی جلد آجائے۔

میں نے ایوان ریڈلے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کانفرنس میں درخواست کی کہ یہاں ایک قرارداد پاس ہوجائے جس میں امریکہ اور پاکستان دونوں کے حکمرانوں سے اس مسلمان بیٹی کی باعزت وطن واپسی کا مطالبہ کیا جائے۔ ایوان ریڈلے نے یہ قرارداد سیمینار میں پیش کی جسے متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا۔

سوڈان، یمن، شام، فلسطین، مصر، ملائشیا اور انڈونیشیا کے مندوبین نے بھی اپنے مقالے پڑھے۔

آخری سیشن میں جنرل کانگرس کی طرف سے اعلان طرابلس پڑھا گیا اور سفارشات پیش کی گئیں کہ ۴ ستمبر کو عالمی یوم حجاب منایا جائے گا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی حفاظت کے لیے اپنی مہم کو منظّم اور تیز کیا جائے گا۔ حجاب کو دہشت گردی سے جوڑنے کے خلاف مزاحمت کو تیز کیا جائے گا اور اسے مسلمان عورت کے ایک حق کے طور پر دنیا سے منوایا جائے گا۔ عورت کے حقوق کا تحفظ اور خاندان میں اپنے کردار کو اہم سمجھتے ہوئے ادا کیا جائے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے حقوق و فرائض پر دل و جان سے اطمینان اور رضا کا اعلان کرتی ہیں۔

اس کے بعد بورڈ آف ٹرسٹیز کا اجلاس نومنتخب صدر ڈاکٹر کوثر فردوس کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس میں انھوں نے آئندہ سال کی ذمہ داریاں تفویض کیں۔ سب ممبران نے اپنا تعارف کرایا اور دستور میں ممبران کی ذمہ داریاں پڑھی گئیں، تاکہ ان کا علم ہوسکے۔ صدر محترمہ ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ نے خطبہ صدارت میں کہا کہ ہمارے دو اہم فرائض ہیں:

۱- پلان آف ایکشن بنانا

۲- انسانی و مادی وسائل کی فراہمی

تین سال کی مدت کے لیے اپنی حکمت عملی بنائی گئی اور یہ اعلان کیا گیا کہ ان تین سالوں میں درج ذیل تین نیٹ ورک بنائے جائیں گے۔

۱- مسلم میڈیا ویمن نیٹ ورک

۲- مسلم بزنس ویمن نیٹ ورک

۳- مسلم ویمن پارلیمنٹیرین یونین

طے ہوا کہ او آئی سی اور اسلامک ڈیویلپمنٹ بنک اور اقوام متحدہ کی ایجنسیز سے بھی رابطہ کرکے ان سے نیٹ ورکنگ کی جائے گی۔ فنڈ کے حصول کے لیے بھی ایک کمیٹی بنائی گئی جو مختلف اسلامی ملکوں کے صدور اور مخیّر حضرات کو اپنی کارکردگی رپورٹ پیش کرے گی اور ان کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

نئے عزم اور ارادوں کے ساتھ ہم طرابلس سے بیروت آئے جہاں سوڈان کے سفیر نے بیروت کے خوب صورت

شہر میں پرتکلف ضیافت اور تعارف کا پروگرام بنایا تھا۔

رات کے آخری پہر ہم بیروت سے استنبول آ رہے تھے اور جب استنبول کے ائیر پورٹ پر اُترے تو ہمارے میزبان نے سفینہ حریت پر اسرائیل کے ظالمانہ حملے کی خبر دی۔ مگر چار دن استنبول میں مظاہروں میں شرکت کے بعد یہ یقین ہے کہ ان شاء اللہ:

دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
اُفق سے آفتاب اُبھرا، گیا دورِ گراں خوابی
عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے
شکوہِ ترکمانی، ذہنِ ہندی، نطقِ اعرابی